بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم　　وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۴۵

ہفت روزہ

بدر

قادیان

شمارہ ۳۷

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ 100 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN - 143516
POSTAL REGISTRATION NO . P/GDP - 23

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۱۷ ہجری ۞ ۱۲ تبوک ۱۳۷۵ ہش ۞ ۱۲ ستمبر ۱۹۹۶ء

15/6 Mr. ER. M. SALAM Sb
CHIEF PROJECT OFFICE
R.E.C. PROJECT OFFICE
MYTHE ESTATE KAITHU
SHIMLA 171003
(H. P)

اخبارِ احمدیہ

لندن (ایم۔ٹی۔اے) ۹ ستمبر۔ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یورپی ممالک کے دورہ کے بعد بخیریت لندن تشریف لے آئے ہیں۔ الحمد للہ۔ آج حضور انور نے خطبہ جمعہ میں سچ بولنے اور قولِ سدید کو اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ احبابِ جماعت حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور بلند مقاصد میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

★ — تمام دنیا میں پھیلے ہوئے داعیین الی اللہ کے لئے بھی خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

دلوں کی فتح حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت سے وابستہ ہو چکی ہے

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب آپ کو خدا کے بھی قریب کرے گا اور بنی نوع انسان سے بھی قریب کرے گا

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے اختتامی اجلاس سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا خلاصہ)

جلسہ سالانہ برطانیہ کے اختتامی اجلاس میں ۲۸ جولائی ۱۹۹۶ء کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا نہایت ہی پر معرفت تذکرہ فرمایا۔ یہ خطاب نہایت ہی دلکش اور دلآویز تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے نئے پہلو اجاگر کرنے والا تھا۔ اختتامی خطاب شروع کرنے سے قبل حضور نے سلوانیا کے نمائندہ کو پاس بلایا اور فرمایا کہ کل جب مختلف ملکوں کے نمائندے تشریف لائے ہوئے تھے ان نئے ممالک میں سے ایک سلوانیا بھی ہے۔ انہیں کل یہاں آپ کے سامنے پیش نہیں کیا جاسکا۔ حضور کے ارشاد پر انہوں نے مختصراً احباب کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ کے بعد کہا کہ ہم انشاء اللہ واپس جاکر کوشش کریں گے کہ سارے ملک کو جلد از جلد احمدیت میں داخل کریں۔ بعد ازاں حضور نے امیر صاحب غانا کے پیغام کا ذکر کیا کہ اس وقت غانا میں کثرت سے احمدی ایم ٹی اے کے سامنے اکٹھے ہو کر براہ راست اس جلسہ کی کارروائی کو سن اور دیکھ رہے ہیں۔ حضور کے ارشاد پر اس موقعہ پر جلسہ گاہ میں موجود غانین احمدیوں نے اپنے مخصوص انداز میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا ورد اور نعرہ ہائے تکبیر شروع کئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے خود بھی نعرہ تکبیر، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، اسلام احمدیت، زندہ باد اور مرزا غلام احمد کی جے کے نعرے لگوائے اور فرمایا کہ تمام دنیا کے احمدی ان میں شامل ہو جائیں۔ یہ نظارہ بہت پر لطف اور روح پرور تھا۔ پھر حضور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الانعام کی آیت نمبر ۵۷ کی تلاوت کی اور اختتامی خطاب جلسہ کا آغاز فرمایا۔ باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

درخواستِ دُعا

ربوہ سے موصولہ ایک اطلاع کے مطابق مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۹۶ء بروز سوموار مسجد مہدی (گولبازار) میں ایک بم پھٹا ہے جس کے نتیجہ میں عصر کی نماز کے منتظر احبابِ جماعت میں سے ۱۳۔ افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ زخمیوں میں دو دوست مکرم اسلم صابر صاحب قائم مقام صدر عمومی ربوہ اور مکرم شفیق صاحب شدید زخمی ہیں جن کے سر اور چہرے پر زخم آئے ہیں۔

احبابِ جماعت کی خدمت میں ان سب کی صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ احبابِ جماعت کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔

ناظر امور عامہ قادیان

قادیان دارالامان میں آفسیٹ پرنٹنگ پریس نے کام کرنا شروع کردیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ

از مکرم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ و اشاعت صدر انجمن احمدیہ قادیان

قادیان ۹ ستمبر۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قادیان کے فضلِ عمر پریس میں آفسیٹ پرنٹنگ مشین نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے پنجابی ترجمہ کی طباعت کے ساتھ باقاعدہ کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ قادیان نے ۹ ستمبر بروز سوموار گیارہ بجے صبح، فضلِ عمر پریس کے احاطہ میں ایک سادہ و پُر وقار تقریب میں دُعا کے بعد پرنٹنگ مشین کو ON کرکے اس کا رسمی افتتاح فرمایا۔ آئندہ اخبار بدر اور دیگر لٹریچر اسی پریس میں شائع ہوا کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "فتح اسلام" میں تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اسلام کو نئے سرے سے زندہ اور غالب کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر پہلو سے مؤثر ہے قائم فرمادیا۔ اس الٰہی کارخانہ کی جن پانچ بنیادی شاخوں کا حضور علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے اس میں سب سے پہلی شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے۔

ایک زمانہ وہ تھا جبکہ ابھی بیعت کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا۔ اور نہ جماعت کا کوئی وجود تھا۔ ایسے گمنامی کے دور میں ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۴ء کے عرصہ میں حضور علیہ السلام نے اولین معرکۃ الآراء کتاب براہین احمدیہ کی پہلی چار جلدیں تصنیف کرکے شائع فرمائیں۔ امرتسر میں پادری رجب علی کے مطبع "سفیرِ ہند" میں جب یہ کتاب چھپ رہی تھی اُس وقت حضور علیہ السلام اس کی کاپیاں دینے اور پروف وغیرہ دیکھنے کے لئے اکیلے امرتسر جاتے اور آتے تھے۔ پھر جب جماعت قائم ہوگئی اور تالیف و تصنیف اور اشتہارات کی اشاعت کا کام بہت بڑھ گیا تب آج سے سو سال پہلے ۱۸۹۵ء میں "ضیاء الاسلام" کے نام سے ایک پرنٹنگ پریس قائم ہوا تھا ——— اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج یہ زمانہ آگیا ہے کہ عالمگیر جماعت احمدیہ کے پاس کئی ممالک میں جدید قسم کے کمپیوٹرائزڈ پرنٹنگ پریس کام کر رہے ہیں۔ جن کے ذریعے قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم اور دیگر اسلامی لٹریچر لکھوکھہا کی تعداد میں شائع کئے جا رہے ہیں۔ الحمد للہ۔ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

جلسہ ۱۰۵واں سالانہ قادیان سنہ ۱۹۹۶ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۰۵ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۲۶-۲۷-۲۸ فتح ۱۳۷۵ ہش (دسمبر ۱۹۹۶ء) بروز جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ ابھی سے اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کے لئے تیاری شروع کردیں اور اس جلسہ کی کامیابی کے لئے دُعا کرتے رہیں۔

مجلسِ مشاورت اسی طرح جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی آٹھویں مجلسِ مشاورت کے لئے حضور انور نے ۲۹ دسمبر ۱۹۹۶ء (بروز اتوار) کی تاریخ کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ امراء کرام و صدر صاحبان سے گذارش ہے کہ شوریٰ کے لئے تجاویز اور نمائندگان کی اطلاع ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۶ء تک سیکرٹری شوریٰ کو بھجوا دیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

ہمارا فرض

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۸ ستمبر ۱۹۰۵ء کو ایک دوست کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:-

...... اب حرب کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے مخالف ہمارے ساتھ جنگ نہیں کرتے وہ تو قلم کے ساتھ اعتراض کرتے ہیں۔ پس یہ کیسی کمزوری ہوتی کہ قلم کا جواب قلم سے نہ دیا جاتا بلکہ اس کے لئے ہتھیار استعمال ہوتے۔ ایسی صورت میں جبکہ قلم سے حملے ہو رہے ہیں، ہمارا یہی فرض ہے کہ قلم کے ساتھ ان کو روکیں ...... وہ (مسیح موعود۔ ناقل) قلم سے کام لے گا اور اسلام کی حقانیت اور صداقت کو پُرزور دلائل اور تاثیرات کے ساتھ ثابت کرکے دکھائیگا اور دوسرے ادیان پر اس کو غالب کریگا اور یہ ہو رہا ہے۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۱۳)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ ...

لا اِلٰہ اِلّا اللہ محمّد رّسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۱۲ تبوک ۱۳۷۵ ہش

دیوبندی چالوں سے بچئے!

(۱۱)

گزشتہ قسط میں ہم دیوبندیوں کی نفرت بھری ذات برادری کی تقسیم کے متعلق انہی کے مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی کے حوالوں سے کچھ عرض کر چکے ہیں۔ آج کی اِس گفتگو میں ہم یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ دیوبندیوں کی اِس شرع کا عام مسلمانوں پر اِس قدر بُرا اثر پڑا ہے کہ کئی خاندانوں کی نوجوان لڑکیاں اپنے کنوارے پن کی حالت میں ہی بوڑھی ہو گئیں۔ لیکن اُن کے "گھٹیا نسل" کے ہونے کی وجہ سے اُن کی شادیاں نہیں ہو سکیں۔ پریشان ہو کر اور دُکھ میں مبتلا ہو کر کئی خاندان مُرتد ہو کر اسلام کو خیر باد کہہ گئے۔ ایسے دلدوز واقعات آئے دِن ہوتے رہتے ہیں۔ یہ دیوبندی علماء تو غفلت کے لحافوں سے باہر آنے کے لئے تیار نہیں۔ انہیں اپنی کمائیوں سے، تعویذ گنڈوں سے فرصت نہیں کہ یہ آنکھیں کھول کر دیکھ سکیں کہ اس وقت مسلمان کس مصیبت اور درد کے عالم میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ورنہ یہ خود بھی ایسے واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ ہم نے تو خود ہندوستان کے طول وعرض میں گھوم کر ان دردناک واقعات کا مشاہدہ کیا ہے کہ کس طرح کئی خاندان اِس دیوبندی تعلیم کی وجہ سے اسلام کو ہی خیر باد کہہ گئے۔ چنانچہ ذیل میں ایسا ہی ایک واقعہ مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی سے شائع ہونے والی کتاب "آپ کی اُلجھنیں اور اُن کا حل" صفحہ ۶۶-۶۷ سے درج کرتا ہوں جس میں مؤلف کتاب عمر افضل ایم۔ اے لکھتے ہیں:-

"بھوپال جیسے شہر کا تذکرہ ہے جو خاصے عرصہ تک مُسلم تہذیب وتمدن کا گہوارا رہا۔ اس شہر میں ۱۶ر اپریل ۱۹۷۳ء کو محلہ جہانگیر آباد کے گرجا گھر کے سامنے ایک تانگہ آکر رُکا جس میں ایک مُسلمان مرد اُن کی اہلیہ۔ دو جوان لڑکیاں اور لڑکے سوار تھے۔ مسلمانوں میں ذات پات کی لعنت نے جس طرح رواج پالیا، اس سے تنگ آکر پورے خاندان نے فیصلہ کرلیا کہ وہ عیسائی ہو جائیں گے۔

اتفاقاً اُسی وقت ایک شناسا وہاں سے گزرے۔ جب انہوں نے دریافت کیا کہ کہاں کا ارادہ ہے تو پورا مُسلمان خاندان رو پڑا۔ انہوں نے بتایا کہ اپنے مُسلمان بھائیوں خصوصاً پڑوسیوں کے سلوک سے تنگ آکر انہوں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ اسلام کو چھوڑ کر عیسائی مذہب اختیار کرلیں۔

اُن کی ایک لڑکی جوان ہو چکی تھی اور اُس کی شادی کے سلسلہ میں وہ سخت پریشان تھے۔ بڑی دوڑ بھاگ کے بعد جب کہیں سے کوئی پیغام آتا تو پڑوسی مُسلمان یہ کہہ کر پیغام دینے والوں کو بھڑکا دیتے کہ لڑکی کا خاندان تو نائی برادری سے تعلق رکھتا ہے۔ حالانکہ وہ اپنی شرافت اور رہن سہن میں بہت سے متوسط شرفاء کے خاندانوں سے بہتر تھا۔ اور اب اِس پیشہ سے اس کا عرصہ سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔"

یہ بات صرف شادی بیاہ تک محدود نہیں ہے اِس دیوبندی تفریق کا نتیجہ یہاں تک نکلا ہے کہ خود مُسلمانوں میں بھی چھوٹی ذات کے کہلائے جانے والے مُسلمانوں کے گھروں سے پانی تک نہیں پیا جاتا کھانا نہیں کھایا جاتا۔ اُن کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام سے بدتر سمجھا جاتا ہے۔ راقم الحروف نے دیوبندی تفریق کے یہ واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ آندھرا پردیش میں ترکل قوم کے مُسلمان اپنے آپ کو بہتر بھوڑ اور دُھنکی مُسلمانوں سے افضل سمجھتے ہیں۔ اور اُن کے گھروں میں کھانا کھانا یا اُن کا ذبیحہ کھانا ہرگز پسند نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ ان چھوٹی ذات کے مُسلمانوں کو ترکل مُسلمان اپنی مساجد میں نماز بھی پڑھنے نہیں دیتے۔ اور یہ چھوٹی ذات کے کہلانے والے غریب مُسلمان خود اِس قدر احساسِ کمتری کا شکار ہیں کہ خود اپنے کھانے کے لئے بھی کلمہ پڑھ کر جانور ذبح نہیں کرسکتے۔ اس پر بھی ترکلوں کی اجارہ داری ہے۔ یہی حال پنجاب وہریانہ میں بھی دیکھا ہے۔ جہاں آج بھی وہ بے آباد مسجدیں موجود ہیں جن کے متعلق مشہور ہے کہ یہ فلاں قوم کے مُسلمانوں کی مسجد ہے۔ اور یہ فلاں قوم کے مُسلمانوں کی مسجد ہے۔ ایک ہی گاؤں میں دو قوموں کے مسلمان ایک مسجد میں اکٹھا ہو کر سجدہ ریز نہیں ہو سکتے۔ اور یہ صرف اور صرف اس دیوبندی تعلیم کے نتیجہ میں ہے کہ فلاں قوم فلاں قوم کے برابر نہیں اور فلاں قوم فلاں قوم کے میل کی نہیں۔

کیا سرورِ کائنات حضرت محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں یہی اِسلام دیا تھا جس کی تشہیر آج یہ دیوبندی کر رہے ہیں۔ رسولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تو اپنے آزاد کردہ غلام، جی ہاں وہ غلام جن کو عربوں میں سب سے ذلیل ترین قوم سمجھا جاتا تھا اور جن کے ساتھ جانوروں کی طرح کا سلوک کیا جاتا تھا، اپنی بہن کی شادی اُن سے کر دی تھی۔ حضرت بلال رضؓ ایک نہایت غریب کالے رنگ کے اور حبشی مُسلمان تھے۔ جب اُن کو رشتہ کی ضرورت محسوس ہوئی تو اُنہیں اپنے لئے بہت سے رشتوں میں سے کسی ایک رشتہ کا انتخاب کرنا مشکل ہو گیا۔ اور ان سے رشتہ قائم کرنا مہاجرین وانصار سب اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے تھے۔ لیکن اگر یہ دیوبندی تعلیم حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دَور میں بھی جاری ہوتی تو حضرت بلال رضؓ اور آپ جیسے کئی صحابہ رضؓ کو ساری عُمر کہیں رشتہ نہ ملتا ——!

یہ ہیں دیوبندی! جو اپنے آپ کو رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم کے حقیقی وارث قرار دے کر دوسروں کو دائرۂ اِسلام سے خارج کرتے ہیں۔ رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم تو گرے پڑے غریب اور کمزور لوگوں کو اپنے سینے سے لگاتے تھے۔ اور یہ غریبوں اور چھوٹی قوموں کو دُور سے دھکے مارتے ہیں۔ حبیبِ کبریا صلّی اللہ علیہ وسلّم تو عیسائیوں کو بھی مسجدِ نبویؐ میں عبادت کی اجازت دیتے تھے۔ اور یہ کلمہ گو مُسلمانوں کو اپنی مسجدوں سے نہ صرف دھکے مار کر نکالتے ہیں بلکہ مار مار کر انھیں لہولہان کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں ایسے واقعات نیپال میں رُونما ہوئے ہیں۔ اِن دیوبندیوں نے جو اپنے آپ کو ختمِ نبوّت کے محافظ کہتے ہیں، احمدیوں کو مار مار کر ہلکان کر دیا، اُن کا بائیکاٹ کیا اور وہ تمام دُکھ دیئے جو کُفّارِ مکّہ رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے مقدّس صحابہؓ کو دیتے تھے —— خُدا بچائے دیوبندیوں کے اس اِسلام سے!!

(باقی)

(مُنیر احمد خادم)

تبصرہ

نامِ کتاب	:	"اُمّ رسولؐ"
مؤلّف	:	پیام شاہجہانپوری
مقامِ اشاعت	:	این ۲۳ عوامی فلیٹس ریواز گارڈن، لاہور ۵۴۰۰۰ (پاکستان)
سنِ اشاعت	:	اکتوبر ۱۹۹۵ء
تعدادِ صفحات	:	۱۲۳
قیمت	:	۸۰/- روپے

روزنامہ "تقاضے" لاہور کے ایڈیٹر پیام شاہجہانپوری کی دیدہ زیب کتاب "اُمّ رسولؐ" ہمیں تبصرہ کے لئے موصول ہوئی ہے۔ پیام شاہجہانپوری نے یہ بیش قیمت کتاب لکھ کر بہت بڑے ثواب کا کام کیا ہے۔ کیونکہ اب تک سرورِ کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی ذاتِ گرامی اور آپ کے اوصافِ حمیدہ کے متعلق بہت کم منظرِ عام پر آیا ہے۔ ہمیں خود حضرت سیّدہ آمنہ کی سیرتِ طیّبہ اور سوانحِ حیات کے متعلق بہت سی نئی باتیں اِس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوئیں۔ حوالہ جات کی فراہمی اور اِدھر اُدھر منتشر موتیوں کو تلاش کرنے میں مؤلف کو یقیناً بہت محنت اور جانفشانی کرنی پڑی ہے۔ اس کے لئے ہم مؤلف کے لئے مولیٰ کریم کے حضور دُعاگو ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اِس کتاب کو بہتوں کے لئے ازدیادِ علم و ایمان اور رحمت وبرکت کا موجب بنائے اور انھیں اِس عظیم نیکی کے طفیل حسناتِ دارین سے نوازے۔ آمین۔

پیام شاہجہانپوری ایک صاف گو صحافی ہیں۔ باوجودیکہ آپ کا تعلق جماعتِ احمدیہ سے نہیں۔ پھر بھی آپ اپنے اخبار میں جماعت کے حق میں آواز اُٹھاتے ہیں۔ ہمیں بھی "تقاضے" کے چند شمارے مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ یہی محسوس ہوا کہ آپ حق بات کہنے میں کوئی مشکل نہیں محسوس کرتے۔ اِس دَور میں ایسے سلیم الفطرت حق گو اور صاف طبیعت صحافی یقیناً بہت کم ہیں۔

صُوبہ دہلی و یُو۔پی کی

احمدیّہ کانفرنس

۵ر اکتوبر ۹۶ء بروز ہفتہ صُوبہ دہلی و یو۔پی کی مشترکہ یک روزہ کانفرنس دہلی میں منعقد ہو رہی ہے۔ احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت فرمائیں۔ اور متلاشیانِ حق کو بھی اپنے ہمراہ شامل کریں۔ قیام وطعام کا انتظام مندرجہ ذیل مقام پر ہوگا۔

احمدیہ مُسلم مشن۔ 53۔ انسٹی ٹیوشنل ایریا تغلق آباد۔ نئی دہلی۔
☎ 011 - 6980694
Fax : 011 - 6989055

مزید معلومات درکار ہوں تو مذکورہ پتہ پر ہی خط وکتابت کریں۔

انصار احمد
صدر جماعت احمدیہ۔ دہلی

خطبہ جمعہ

محبت کی راہیں سیکھنی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی سے سیکھی جائیں گی۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۵ جولائی ۱۹۹۶ء مطابق ۵ وفا ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الرحمن واشنگٹن (امریکہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(سورہ آل عمران: ۳۲)

آج میرا خیال تھا کہ محبت الٰہی کے تعلق میں ہی ایک مضمون کو جو میں پہلے شروع کر چکا ہوں آگے بڑھاؤں گا لیکن بیچ میں کچھ اور باتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً مجھے مرکز سے یہ اطلاع ملی ہے کہ ہمارا پہلا مالی سال ختم ہو کر دوسرا شروع ہو رہا ہے اور نئے سال کے آغاز کا اعلان جولائی کے پہلے ہفتے ہی میں کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں میں پچھلی دفعہ بھی یہ گزارش کر چکا ہوں کہ اب ہم نے کچھ طریق کار بدلا ہے۔ اگرچہ اگلے مالی سال کا اعلان تو آج ہی ہوگا لیکن مالی تفاصیل اور مختلف ممالک کے چندوں کے موازنے آج نہیں ہونگے بلکہ جلسہ سالانہ کی جو اعداد و شمار کی تقریر ہوا کرتی ہے جس میں سارے سال کے کوائف پیش کئے جاتے ہیں اسی دوران انشاء اللہ اس سال بھی وہ کوائف پیش کئے جائیں گے۔ صرف ربوہ سے آئے ہوئے اعداد و شمار کی لاج رکھتے ہوئے پاکستان کی تین بڑی جماعتوں کا موازنہ آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے سارے پاکستان میں اہل ربوہ کو مالی سال میں سب سے زیادہ بجٹ ادا کرنے کی توفیق ملی ہے۔ اور جماعت ربوہ کراچی سے بھی آگے بڑھ گئی ہے اور لاہور سے بھی۔ اور جماعت لاہور کراچی سے آگے بڑھ گئی ہے۔ یہ تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ جو پیچھے رہ جانے والی جماعتیں ہیں ان کو اپنی فکر کرنی چاہیئے۔ مگر جہاں تک نیکی کی دوڑ کا تعلق ہے اس میں جو بھی آئے وہ خدا ہی کا گھوڑا ہے جو اول آ رہا ہے۔ وہ ایک کہہ لیں یا دو کہہ لیں یا تین کہہ لیں مگر ہیں تو سب خدا ہی کے گھوڑے، سب پر خوشی ہوتی ہے۔ وہ جو مثال عرب گھوڑوں والی میں نے پہلے بھی آپ کے سامنے رکھی غالباً اس سے پہلے دو تین دفعہ اس کا ذکر کر چکا ہوں مگر ہے بہت پیاری اور چندوں کے مقابلوں کے تعلق میں وہ بیان کر دی جائے تو دلوں میں ایک تحریک پیدا ہو سکتی ہے۔

ایک عرب کو اپنا ایک گھوڑا بہت پیارا تھا جو کبھی کسی دوسرے گھوڑے سے ہارا نہیں تھا اور جتنے بھی عرب میں مقابلے ہوئے ان میں ہمیشہ وہی اول آتا تھا۔ ایک اسی کا نمبر دو گھوڑا تھا جو نمبر دو آیا کرتا تھا۔ چوروں کو بھی بڑے فن آتے ہیں اور جو مویشیوں کے چور ہیں وہ تو بڑے ماہر ہوتے ہیں اپنے فن کے۔ ہم چونکہ جھنگ میں آباد ہیں، ربوہ جھنگ میں آباد ہے وہ چوروں کا گڑھ ہے خاص طور پر مویشی چوروں کا، تو مجھے پتہ ہے بڑے بڑے ماہر فن لوگ ہیں یہ۔ تو ایک چور نے اس کا نمبر ایک گھوڑا چرا لیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو اس وقت تک وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آگے جا چکا تھا۔ اس نے اپنے نمبر دو گھوڑے کو پکڑا اور اس کے پیچھے بھگایا۔ چونکہ وہ گھوڑوں کے مزاج کا واقف تھا اس لئے باوجود اس کے کہ گھوڑا نمبر دو تھا اس مالک کے اشاروں کو زیادہ سمجھتا تھا اس لئے وہ پہلے گھوڑے کے قریب آگیا۔ جب وہ اس کو پکڑنے لگا تو اس کو خیال آیا کہ اوہو میرا گھوڑا تو کبھی کسی سے نہیں ہارا۔ کیا آج یہ میرے نمبر دو گھوڑے سے ہار جائے گا۔ تو چور کو کہا جا اسی خاطر میں تجھے چھوڑتا ہوں کہ میں اپنے گھوڑے کو بے عزت نہیں کرنا چاہتا، اس کا ریکارڈ نہیں توڑنا چاہتا کہ وہ کبھی کسی سے نہیں ہارا۔

تو جب جماعتیں مجھے لکھتی ہیں کہ ہمارے لئے دعا کرو کہ ہم اول آئیں اور ہم اپنی اولیت کو برقرار رکھیں تو مجھے یہ لطیفہ یاد آ جاتا ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ سارے ہی گھوڑے خدا کے گھوڑے ہیں۔ سارے اس کو پیارے ہیں۔ جو بھی آئے ہمیں اس کی خوشی میں شریک ہونا چاہیئے۔ لیکن آپس میں بہرحال ان کی کوشش یہی ہونی چاہیئے کہ وہ ایک دوسرے پر سبقت لے جائیں۔ جو عالمی مقابلے ہو رہے ہیں ہاں کے ان میں انشاء اللہ میں جماعت امریکہ کے کوائف بھی آپ کے سامنے رکھوں گا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان جماعتوں میں ہے جو بڑی تیزی سے مالی قربانی میں آگے بڑھ رہی ہیں۔ سردست مختصراً میں اس سال کے دو سالانہ جلسوں پر تبصرہ کرتا ہوں۔ ایک کینیڈا کا اور ایک جماعت یونائیٹڈ سٹیٹس کا۔

کینیڈا کا جلسہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر پہلو سے بہت کامیاب رہا۔ انتظامات میں کچھ نقائص جو پیدا ہوتے رہے اس میں بعض مجبوریاں بھی درپیش تھیں مگر جہاں تک کارکنوں کا تعلق ہے بہت ہی اخلاص سے انہوں نے کام کئے ہیں۔ ایک بھی واقعہ کسی بدمزگی کا نہیں آیا اور ہر ایک نے اطاعت کو درجہ کمال تک پہنچایا ہے۔ اس پہلو سے کینیڈا کا جلسہ خاص طور پر طبیعتوں پر اثرانداز تھا۔ دوسرا پہلو جو کینیڈا کا خصوصی ہے جس میں کینیڈا ہمیشہ ہی امریکہ سے آگے بڑھا ہے وہ ایسے غیروں سے روابط ہیں جن پر وہ سارا سال نیک اثر ڈالتے ہیں۔ اور جب وہ ہمارے جلسوں میں شریک ہونے کے لئے آتے ہیں تو پہلے ہی دل ان کے جماعت کی طرف مائل ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جلسے میں شامل ہو کر ان کے اندر بڑی تیزی سے پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں اور پھر ہمیشہ اپنے تعلق کو نبھاتے ہیں۔

اس پہلو سے امریکہ کے جلسے میں اگرچہ غیر بھی آئے، متاثر بھی ہوئے لیکن ان کی بڑی تعداد وہ تھی جن سے تمام سال تعلق نہیں رکھا گیا بلکہ ان میں ایک اجنبیت سی تھی۔ اور شاید یہ امریکہ کے مزاج کی بات ہے کہ دوستی جلدی کر بھی لیتے ہیں اور جلدی بھلا بھی دیتے ہیں۔ مگر وہ جو ایک مستقل تعلق کی لہریں ہیں وہ ان کے دلوں سے نکلتی ہوئی محسوس نہیں ہوئیں۔ جب کہ کینیڈا میں غیر معمولی انسانی جذبے کے ساتھ ان کے دلوں سے لہریں نکلتی ہیں جو دلوں کو گرماتی ہیں۔ اور ان کو میں نے اس پہلو سے مبارکباد بھی دی ہے کہ آپ نے جو باتیں بھی، نیکی کی باتیں جب بھی سنی ہیں بڑی غیر معمولی سنجیدگی کے ساتھ ان پر لبیک کہا ہے اور باقی ممالک میں کم ہیں جن کے متعلق میں کہہ سکتا ہوں کہ ان کو نیک مشورے دیئے جائیں تو وہ واقعۃً سنجیدگی سے ان کا جواب دیں۔ اس پہلو سے ان کو ایک فوقیت حاصل ہے کہ انکے سیاستدانوں میں انکسار پایا جاتا ہے کوئی رعونت میں نے نہیں دیکھی۔ جب بھی اور بارہا ایسا ہوا ہے جب بھی ان کو کوئی ایسا مشورہ دیا جو ان کے لئے اور انسانیت کے لئے مفید ہے تو بڑھ چڑھ کر انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہاں ہم اس بات کو نوٹ کر رہے ہیں اور اس پر عمل کریں گے۔ اور بعد میں انکی تقاریر سے اور جو پروگرام انہوں نے اپنی قوم کے لئے تجویز کئے ان سے صاف کھل جاتا تھا کہ محض مونہہ کی باتیں نہیں تھیں دل کے جذبے سے وہ ایسا کہا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان میں مرکزی وزراء بھی ایسے ہیں اور جو ایک صوبہ کے وزیر اعلیٰ بنے ان کا بھی یہی حال ہے۔ جب میرا خطاب ختم ہوا تو مجھے اٹھ کر انہوں نے کہا کہ دیکھیں آپ نے جو باتیں کہی ہیں میرے دل پہ نقش ہو گئی ہیں اور آئندہ ہم اس پر عمل کریں گے اور واقعۃً پھر انہوں نے جو پروگرام بنایا اس میں انہوں نے اسی طرح اس وعدے کو پورا کیا اور اس لئے کہ ان کے حق میں تھا۔ اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اچھی بات جہاں سے ملے اسے قبول کرنا انسان کی بڑائی کے خلاف نہیں بلکہ بڑائی کی نشانی ہے۔ اور یہی وہ مضمون ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مومن کو سکھایا کہ "الحكمة ضآلة المؤمن" کہ حکمت کی بات تو مومن کی گمشدہ اونٹنی ہے جہاں بھی ملے اپنا سمجھ کے لے لے۔ یہ اوپرا پن محسوس نہ کرے کہ غیر سے میں نے حکمت سیکھی تو گویا میں ذلیل ہو جاؤں گا۔ جس کی اپنی چیز گمی ہوئی ملے وہ اس کو حاصل کرنے سے ذلیل تو نہیں ہوا کرتا۔ پس حکمت تمام بنی نوع انسان میں سانجھی ہے اور خصوصیت سے مومنوں کا خاصہ ہے کہ وہ پرحکمت باتیں کریں اور پرحکمت باتوں کو اپنائیں۔

پس اس حوالے سے میری امریکہ کو یہ نصیحت ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ترقی ہے لیکن اب ایسے پروگرام بنائیں کہ جب اہل امریکہ سے آپ لوگوں کے ذاتی روابط سنجیدگی سے اور اخلاص کے ساتھ آگے بڑھیں یہاں تک کہ وہ آپ کا اثر قبول کرنے لگیں اور جب تک ہم امریکہ پر اثرانداز نہیں ہوتے تمام بنی نوع انسان پر اثرانداز ہونا بہت مشکل کام ہے۔ اس دفعہ جب کینیڈا کو میں نے بعض باتیں سمجھائیں تو ان کو یہی کہا تھا کہ آپ اگر ان باتوں پر عمل کریں تو تمام دنیا کی سیاست کے لئے ایک اچھی مثال قائم ہوگی مگر دوسرے سیاست دان ممالک ضروری نہیں ہے کہ کینیڈا کی پیروی کریں۔ لیکن امریکہ اس پہلو سے ایک فوقیت رکھتا ہے اور بھاری امکان ہے کہ جو لوگ امریکہ سے متاثر ہیں اور بڑی بڑی حکومتیں امریکہ سے متاثر ہیں اگر یہاں کے سیاست دان سنور جائیں تو وہ بھی اپنے انداز تبدیل کر لیں گے۔ وہ تو ایسے عاشق ہیں امریکہ کے کہ اس کی ہر برائی کو قبول کرنے پر بھی تیار ہیں۔ اگر خوبیاں بھی پیدا ہو جائیں تو کیوں ان خوبیوں کو نہیں اپنائیں گے۔

امریکہ کے جلسے کی حاضری اللہ تعالیٰ کے فضل سے حیرت انگیز طور پر خوشکن ثابت ہوئی۔ امیر صاحب نے مجھے بتایا کہ گذشتہ سال اجتماع پہ تقریباً تین ہزار مہمان تشریف لائے تھے یعنی کل حاضری تین ہزار

تھی باہر سے آنے والوں سمیت۔ اور اس سال انہوں نے اندازہ لگایا کہ کیونکہ میری آمد متوقع ہے اس لئے ڈیڑھ ہزار کا اضافہ کر دیا جائے اور ساڑھے چار ہزار کے اندازے پر انہوں نے کھانوں کے سامان خریدے اور تیاریاں کیں اور کھانا کھانے والوں کی آخری حاضری سات ہزار تک پہنچ چکی تھی خدا کے فضل سے۔ اور یہ جو حاضری ہے یہ قطعی اور یقینی ہے۔ اس میں اضافہ ہو سکتا ہے کمی نہیں۔ کیونکہ وہ لنگر جہاں مینے تلے سالن تقسیم ہوتے ہیں اور روٹیاں دی جاتی ہیں وہاں بعض دفعہ ایک کی بجائے دو یا تین حاضریاں بھی لکھوا دی جاتی ہیں۔ بعض ہمارے زمیندار بہت کھانے والے بھی ہیں وہ پانچ پانچ چھ چھ حاضریاں لکھوا کر اپنا پیٹ بھرتے تھے اور یہ گناہ نہیں تھا۔ وہ کہتے تھے تمہاری دو روٹیوں سے ہمارا کیا بنے گا اس لئے سات آدمیوں کا کھانا دو تو پھر ہمارا پیٹ بھرے گا تو ہم دے دیتے تھے مگر تعداد بڑھ جایا کرتی تھی۔ اور ہمیشہ یہ خطرہ رہتا تھا کہ جو تعداد لنگر کی پرچی کی ہے اصل مہمانوں کی اس سے کم ہوگی۔ لیکن یہاں تو کوئی ایسا سوال نہیں۔ یہاں برعکس صورت ہوتی ہے۔ بعض دفعہ مہمان یہاں کھانا نہیں کھاتے ان کے اپنے انتظامات ہوتے ہیں وہاں چلے جاتے ہیں۔ پس اس پہلو سے بہت ہی خوشکن حاضری تھی۔ سات ہزار کی حاضری امریکہ کے لئے ایک نیا سنگ میل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اسے اور آگے بڑھانے کی توفیق بخشے۔ اور آگے بڑھانے میں یاد رکھیں تبلیغ کے ذریعے آگے بڑھیں۔ پیدائش کے ذریعے تو آپ بڑھتے ہی ہیں۔ جو نہیں بڑھتے ان کو میں ملاقات کے دوران سمجھا دیتا ہوں اور حوالہ دیتا ہوں ایسا جس کا انکار کر نہیں سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم شادی کیا کرو تو "ولوداً ودوداً" عورتوں سے شادی کیا کرو۔ ایسی عورتیں جو ودود بھی ہوں یعنی بہت پیار کرنے والی ہوں اور ولود ہوں جو بچے بھی بہت دیں تاکہ میری امت بڑھے۔ یہ بہت ہی ایک پیاری توقع ہے۔ پس جب میں کچھ بے چینی کے آثار دیکھتا ہوں تو یہ حوالہ دے دیتا ہوں اور اللہ کے فضل سے باقی کام یہ حوالہ کر دیتا ہے۔ تو بڑھیں بے شک اور وہ تو بڑھنا ہی ہے انشاء اللہ یعنی اولاد کے ذریعے۔ مگر جو تبلیغ کے ذریعے بڑھنا ہے وہ آج وقت کی ضرورت ہے۔ سب سے زیادہ بڑی ضرورت تبلیغ کے ذریعے بڑھنا ہے اور اس سال خدا کے فضل سے امریکہ میں اس پہلو سے ترقی کے آثار دکھائی دیئے ہیں اور بہت سے نئے چہرے جو افریقن امریکنوں کے بھی تھے اور سفید امریکنوں کے بھی، وہ سارے خدا کے فضل سے احمدیت کے رنگ میں رنگین ہو چکے تھے۔ ان میں کوئی تفریق باقی نہیں رہی تھی۔ بہت ہی محبت و خلوص کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے پھرتے تھے تو یہ ایک تمام عالم کو ایک بنانے کا نسخہ ہے جو احمدیت کے سوا اور کہیں نصیب نہیں ہے۔ اللہ کرے اس پہلو سے آپ امریکہ کو بھی ایک قوم بنا دیں اور امریکہ کے حوالے سے ہم کل عالم کو ایک قوم بنانے میں کامیاب ہو سکیں۔

سب سے زیادہ بڑی ضرورت تبلیغ کے ذریعہ بڑھنا ہے۔

اب میں اس مضمون کی طرف آتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے تعلق میں قرآن کریم نے ہمارے سامنے رکھا "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" تو کہہ دے کہ اگر تم واقعۃً اللہ سے محبت کرتے ہو تو پھر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی پیروی کرو۔ یعنی خدا مخاطب ہوتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے اور فرماتا ہے کہ تو کہہ دے بنی نوع انسان سے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنے کے دعوے دار ہو، واقعۃً محبت کرتے ہو تو پھر میری پیروی کرو تب اللہ تم سے محبت کرے گا ورنہ تمہاری محبت رائیگاں جائے گی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے اللہ کی محبت کو سمجھنا ہمارے لئے ضروری بھی ہے اور اس محبت کو نہایت ہی آسان اور پرلطف بنا دینے والا ہے۔

اس میں "فاتبعونی" کا جو چیلنج ہے وہ محض اس لئے نہیں کہ جیسے فخر میں کہا جاتا ہے کہ میری پیروی کر کے دکھاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا جو مزاج ہے خدا تعالیٰ آپؐ کو خطاب کرتے ہوئے ہمیشہ اس مزاج کو بھی ملحوظ رکھتا ہے۔ آپؐ کے مزاج میں کوئی تفاخر نہیں تھا۔ جب بھی آپؐ ان انعامات کا ذکر فرماتے تھے جو اللہ نے آپؐ پر نازل فرمائے تو ساتھ ساتھ فرماتے تھے "ولافخر، ولافخر، ولافخر، ولافخر" ایک موقع پر بار بار ان عظیم مناقب کا ذکر کیا جن میں آپؐ تنہا تھے۔ کل عالم میں سوائے آپؐ کے اور کسی کو وہ فضیلت نہیں ملی لیکن ساتھ ساتھ فرماتے جاتے تھے "ولافخر"۔ مجھے اس پر فخر کوئی نہیں ہے۔ فخر اس لئے نہیں، قابل فخر بات پر اگر کہا جائے فخر نہیں ہے تو مراد یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے کمائی نہیں ہے یہ اللہ کا احسان ہے۔ یہ بھی ایک غیر معمولی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا انداز انکساری ہے جو آپ کو خدا سے اور بھی زیادہ قریب کر دیتا ہے اور آپؐ کی محبت کا ایک ذریعہ ہے۔

ہم دنیا کے تجربے میں یہ دیکھتے ہیں کہ بسا اوقات شعری ذوق سے انسان پہچانا جاتا ہے۔ اگر کسی سے پیار ہو تو جس انداز کا پیار ہو اسی انداز کے شعر پسند آتے ہیں۔ اور اگر ایک انسان خشک مزاج کا ہے تو اسے خشک مزاج کے گرامر کے لحاظ سے اعلیٰ درجے کے بنے ہوئے شعر اچھے لگتے ہیں۔ غرضیکہ ہر شخص کا مزاج اس کے شعروں کے انتخاب پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی پہلو سے ایک شاعر نے کہا ہے کہ

کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ
شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

میرا حال تو نہیں کھلنا تھا مگر میرا شعروں کا انتخاب ایسا تھا جس نے دل کی بات کہہ دی۔ تو آیئے اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی پسند کا شعر آپ کو سناتا ہوں تاکہ آپؐ کے دل کا معاملہ بھی ہم پر کھلے۔ کیونکہ یہ معاملہ کھلے بغیر ہمارے دلوں کو حقیقت میں اللہ کی محبت نصیب نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے لبید شاعر کے متعلق یہ فرمایا کہ بہت سے شاعر بہت کچھ کہتے ہیں مگر جو بات لبید نے کہہ دی کوئی اور شاعر ویسی بات نہیں کہہ سکا۔ لبید کے شعروں کو ایسا خراج تحسین بلکہ دنیا کے کسی شاعر کے شعروں کو ایسا خراجِ تحسین کبھی نصیب نہیں ہوا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے لبید کو دیا۔ فرماتے ہیں، وہ شعر کیا ہے

اَ لاَ کل شیئٍ مَا خلا اللّٰہ باطل

سنو ہر چیز خدا کے سوا باطل ہے۔ اب یہ شعر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دل میں اس لئے جاگزین ہوا ہے کہ دل کی بات تھی۔ جو بات دل میں ہو اور کوئی دوسرا کہہ دے تو ایسے دل میں جا کے ڈوبتی اور ٹک جاتی ہے کہ اپنی محسوس ہوتی ہے۔ جیسا کہ غالب کہتا ہے

دیکھئے تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

مگر اس معاملے میں لبید کا شعر جو آنحضورؐ کے دل پر اثر انداز ہوا ہے یہ اس لئے نہیں کہ جو اس نے کہا وہ بھی دل میں ہے۔ بلکہ جو آپؐ کے دل میں تھا وہ اس کی زبان سے جاری ہوا ہے اور معاملہ برعکس ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو اس لئے یہ شعر پسند آیا۔ اور یاد رکھیں کہ محبت الٰہی کے جو نمونے آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے پیش کئے ہیں ان کا ایک نمایاں فرق دنیا کی محبت سے دکھائی دیتا ہے۔

دنیا میں جنسی محبتیں بھی ہوتی ہیں اور غیر جنسی محبتیں بھی۔ جنسی محبت کا یہ خاصہ ہے کہ جس سے محبت ہو اگر کوئی اور اس سے محبت کرے تو اس سے نفرت ہو جاتی ہے۔ یہ عجیب قصہ ہے جتنا آپ کسی کو چاہیں اتنا ہی کسی اور کی محبت دخل انداز ہوتی ہے اور آپ کو بری لگتی ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ بس آپ تنہا ہی چاہیں۔ مگر روحانی محبت اس کے بالکل برعکس ہے۔ آپ جسے چاہتے ہیں، جتنا چاہیں دل چاہتا ہے سب ہی اسے چاہیں، ہر شخص اس کے عشق میں دیوانہ ہو جائے یہ وہ نمونہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے پیش فرمایا اور حیرت انگیز طریق پر دلوں کو چھیڑا کہ ہر دل اللہ تعالیٰ کی محبت میں مبتلا ہو جائے اور ویسے ہی مبتلا ہو جائے جیسے آپؐ ہیں۔ پس یہ وہ مزاج ہے جسے اس آیت کریمہ نے کھول کر بیان فرمایا "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" اے محمد تیرے دل کی بات یہ ہے تو بتانا چاہتا ہے کہ اگر تم محبت کرنا چاہتے ہو تو مجھ سے سیکھو اور مجھ سے سیکھو گے تو تمہاری محبت آسان ہو جائے گی مجھ سے سیکھو گے تو تمہاری محبت کو پھل لگنے لگیں گے۔

ذکر الٰہی اپنی ذات میں ایک ایسا نغمہ ہے جس کی کوئی مثال دنیا کے نغموں میں نہیں ملتی۔

اس لئے جو بے اختیار گہری تمنا ہے کہ سب اللہ تعالیٰ کو ویسا چاہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے چاہا یہ اسی جذبے کا اظہار ہے جسے خدا تعالیٰ نے اپنے الفاظ میں یوں بیان فرمایا "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" اے محبت کے دعویدارو تمہیں کیا پتہ کہ یہ محبت کیا ہوتی ہے۔ آؤ اور میرے پیچھے چلو، محبت کی ساری راہیں میں تم پر آسان کر دوں گا۔ محبت ایک بوجھ نہیں ہوگی بلکہ ایک ایسا پرلطف جذبہ ہو جائے گا جو ایک غیر معمولی طاقت اور جذب کے ساتھ تمہیں کھینچے گا اور تمہارا ہر قدم محبت کی راہ میں آسانی سے اٹھے گا۔ یہ وہ محبت کی کیفیت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو نصیب تھی اور آپؐ ہی نے ہمیں سکھائی اور آپؐ ہی سے ہم سیکھیں گے کیونکہ اس سے بڑھ کر خدا کی محبت سکھانے والا اور کوئی نہیں۔ اور بہت ہی باریک راز آپ محبت کے متعلق بیان فرمایا کرتے تھے جن میں ہمیشہ ڈوب کر بہت ہی گہرا فلسفہ، محبت کا گہرا فلسفہ معلوم ہوتا تھا اور بظاہر وہ جواب ایک الگ سا جواب ہے لیکن جب آپ غور کریں تو حیرت انگیز وہ عارفانہ کلام ہے۔

ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے عرض کیا کہ ایسا کام بتائیں کہ میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت کرنے لگے اب یہ سوال وہی ہے جو اس آیت سے تعلق میں ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے۔ وہاں یہی تو مضمون ہے کہ دنیا کو بتادو کہ اگر محبت کرنی ہے تو پھر میرے پیچھے چلو تب اس محبت کو پھل لگے گا، تب اللہ تم سے محبت کرے گا۔ تو اس نے بعینہٖ یہی سوال کیا کہ مجھے ایسا کام بتلائیے کہ جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے۔ اب آیت کریمہ کے مضمون کے مطابق جواب ہونا چاہئے اس لئے اس جواب کو اس آیت کے حوالے کے بغیر سمجھا جا ہی نہیں سکتا۔ یہ کوئی خشک جواب نہیں ہے بلکہ اپنے دل کی واردات کو آپؐ نے اس کے سامنے کھول دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہی طریقہ سکھایا ہے کہ جیسے میں کرتا ہوں تم بھی ویسے ہی کرو تو خدا تم سے ضرور محبت کرے گا۔ تو فرمایا دنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔

"دنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا" اور جہاں تک بنی نوع

انسان کی محبت کا تعلق ہے فرمایا "جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی خواہش چھوڑ دو لوگ تجھ سے محبت کرنے لگیں گے"۔ اب یہ دو بڑی گہری حکمت کی باتیں ہیں۔ تعلق باللہ اور تعلق بالناس یعنی ہم جنس لوگوں سے تعلق بڑھانا ہو تو یہ طریق ہے اور خدا سے تعلق بڑھانا ہو تو وہ طریق ہے۔ خدا کے تعلق میں یہ نہیں فرمایا کہ جو خدا کا ہے اسے مانگنا چھوڑ دو، اس کی حرص ترک کردو بلکہ وہاں کچھ اور بات فرمائی ہے جس کی طرف میں واپس آتا ہوں۔ بنی نوع انسان کے پاس جو کچھ ہے اس کی حرص چھوڑ دو۔ اور یہ خدا اور بنی نوع انسان کے رجحانات کے اندر جو نمایاں فرق ہے یہ اس کو ظاہر کرنے والی بات ہے۔ اگر آپ کی نظر کسی کی دولت، کسی کے محل، کسی کے مکان، کسی کی عورت پر لگ جائے تو وہ ہمیشہ آپ کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کرے گی کیوں کہ انسان فطرتاً کنجوس ہے اور یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کی چیز پر کسی اور کی نظر لگ جائے۔

بعض دفعہ نوکریاں ہیں نوکریوں پر جب لوگوں کی نظر لگ جاتی ہے تو کئی قسم کی شرارتیں اور فساد کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں پھر ایک جوابی نفرت پیدا ہوتی ہے۔ ہر شخص جو اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتا ہے ہر ایسے شخص سے جو اس کی چیزوں کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور حرص کی نگاہ سے اس کی ملکیت کو دیکھتا ہے اس کو طبعاً اس سے ایک خطرہ محسوس ہوتا ہے اور خطرے کے مطابق ایک قسم کی بیگانگی پیدا ہو جاتی ہے یا نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو اللہ فرماتا ہے کہ بنی نوع انسان میں تو یہ طاقت نہیں ہے کہ تم ان کی چیزیں چاہو اور وہ پھر بھی تم سے پیار کریں۔ اس لئے ان کی چیزوں کو دیکھنا ہی چھوڑ دو اور پھر بنی نوع انسان تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس کا پہلے جواب سے تعلق کیا ہے۔ اگر آپ اور غور کریں گے تو حیران رہ جائیں گے کہ ایک ہی بات کے دو پہلو بیان ہوئے ہیں۔ اگر آپ بنی نوع انسان کی چیزوں سے، بنی نوع انسان کی مملوک سے، جن کے وہ مالک ہیں ان سے غیر معمولی حرص کا تعلق توڑ لیتے ہیں تو ساری دنیا سے حرص کا تعلق توڑ لیتے ہیں۔ اور یہی پہلا جواب تھا کہ تم دنیا سے حرص کا تعلق توڑ لو، بے نیاز ہو جاؤ تو خدا تمہارا ہو جائے گا۔ وہ تم سے پیار کرنے لگے گا۔ لیکن وہ تعلق توڑنا جو ہے اس کی ترکیب ہی ایسی بتائی کہ انسان بھی محبت کرنے لگے اور خدا بھی محبت کرنے لگے۔

سوال چھوٹا سا تھا لیکن جواب بہت عظیم ہے۔ سوال میں ایک دائرے کی محبت پوچھی گئی تھی جواب میں ہر دائرے کی محبت شامل فرما دی گئی۔ اور بنی نوع انسان سے تعلق توڑنے کا نہیں کہا یہ ایک اور حکمت کی بات ہمیں سمجھائی گئی۔ یہ نہیں فرمایا کہ بنی نوع انسان سے تعلق توڑ لو تو خدا تمہارا ہو جائے گا۔ جو بنی نوع انسان سے تعلق توڑتے ہیں خدا ان کا نہیں ہوا کرتا۔ ہاں لوگوں کی ملکیتوں سے وہ نعمتیں جو خدا نے ان کو عطا فرمائی ہیں ان نعمتوں سے حرص کا تعلق کاٹ لو یہ بے نیازی ہے۔ پس بے نیازی ایک عظیم دولت ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ بے نیازی سے زیادہ متمول کرنے والی اور کوئی چیز نہیں۔ اور بے نیازی میں غیر کی چیز کو غیر کا سمجھنا اور اس پہ جلن محسوس نہ کرنا یہ سب سے پہلی سچی علامت ہے کہ آپ کو واقعۃً اس کی حرص نہیں ہے۔ اب جتنے بھی دنیا میں شریکے ہیں اور شریکوں کے مقابلوں میں مصیبتیں دنیا میں پڑی ہوئی ہیں۔ قوموں کی قوموں سے ایک قسم کی جلن پیدا ہو جاتی ہے، حسد پیدا ہو جاتا ہے۔ انسانوں کو انسانوں سے، عورتوں کو عورتوں سے، مردوں کو مردوں سے، بچوں کو آپس میں جلن اور حسد، اور اس سب کی بنیادی وجہ وہی ہے جو اس حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ وہ لوگ جو ایک دوسرے کی چیزوں کو حرص سے دیکھتے ہیں وہ تبھی حرص سے دیکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس ہے، ہمارے پاس نہیں ہے۔ اور جتنی ہم چاہتے ہیں وہ ہمارے پاس نہیں وہ اس کے پاس ہے۔ یہ حسد کا جذبہ پیدا کرنے والا ایک خیال ہے جس کے نتیجے میں نفرتیں پھیلتی ہیں۔ اور اگر ہر شخص کو یہ یقین ہو جائے کہ جو کچھ میرا ہے وہ میرا ہے اور میرا بھائی اس کو پسند کرتا ہے، اسپر غصہ نہیں کرتا تو اس سے ضرور محبت کرے گا اور یہ روزمرہ کا تجربہ ہے۔ اگر ایک انسان کسی بھائی کی دولت پر، اس کے اچھے مکان پر، اس کے اچھے مویشیوں پر، اس کے اچھے فن پر، اس کے ذوق و ادب پر خوش ہوتا ہے تو ثابت ہوگا کہ اس کو اس سے کوئی حسد نہیں ہے۔ اور اس حدیث کا مضمون اس پر پوری طرح صادق آئے گا کہ تم تمام انسانوں کی مخلوقات سے، جو کچھ خدا نے ان کو عطا فرمایا ہے ان سے اس حد تک بے نیاز ہو کہ انکو جو خدا نے نعمتیں بخشی ہیں اس سے تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے بلکہ خوشی نصیب ہو۔ پس اپنے جب کوئی چیز حاصل کرتے ہیں تو دیکھیں آپ کتنا خوش ہوتے ہیں۔ ایک بچے کو کامیابی نصیب ہوگئی سارا گھر خوش ہو جاتا ہے۔ ایک عزیز نے کوئی بڑی نوکری حاصل کر لی سارا گھر خوش ہو جاتا ہے۔ کسی کو کوئی اعزاز مل جائے تو سارا گھر خوش ہو جاتا ہے بلکہ دور والے جو پہلے زیادہ تعلق نہیں بھی رکھتے تھے مگر دل میں تھا وہ ایسے موقعوں پر پہنچ جاتے ہیں مبارکباد دینے کے لئے۔ کچھ جھوٹے بھی چلے جاتے ہیں یہ دکھانے کے لئے کہ ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ جو سچی محبت ہے اس میں اپنے پیارے کو جو ملے گا وہ اپنے آپ کو ملتا ہے اور اس پہلو سے ایک انسان صرف بے نیاز ہی نہیں ہوتا بلکہ متمول ہو جاتا ہے۔

> **اگر آپ کو دنیا سے ایسا پیار ہے کہ خدا کے پیار کے رستے میں حائل ہو جاتا ہے تو اسے دنیا سے بے نیازی نہیں کہا جا سکتا۔**

وہ شخص جو سب کی خوشیوں میں شریک ہے اس کی عجیب زندگی ہے۔ جہاں اسے خوشی کی خبر ملتی ہے اس کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ وہ جو ہر ایک کے ماحصل کو ناپسندیدگی سے دیکھتا ہے ہر بات پہ جلتا ہے ساری زندگی وہ آگ میں جلتا رہتا ہے۔ پس وہ لوگ جو اس دنیا میں اپنے لئے آگ جلائے رکھتے ہیں اور اس میں جلتے ہیں کیسے ہو سکتا ہے کہ اس دنیا میں انہیں جنت اور طمانیت کی خوشخبری دی جائے۔ یہاں ہم نے اپنے ہاتھوں سے اپنی جہنم بنانی ہے، اپنی جنت بنانی ہے۔ اور اس پہلو سے یہ نسخہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمایا بہت گہرا ہے اور آپؐ کی قلبی کیفیات کا مظہر ہے۔ کیونکہ جواب اس آیت کا جواب ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں۔ اس نے پوچھا تو آیت کا حوالہ تو نہیں دیا۔ پوچھا یہی تھا کہ بتائیں اللہ مجھ سے کیسے محبت کرے میں تو کرتا ہوں۔ تو اپنے دل کی کیفیات ہیں جو کھولی ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اپنے غلاموں کی ہر کامیابی پہ خوش ہوتے تھے اور اپنے غلاموں کی کسی کامیابی پر آپؐ کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا جو قلبی احساس تھا اس میں تمام صحابہ کو جو کچھ ملتا تھا اسے ساتھ میں ایک لذت کا جذبہ پیدا کر دیتا تھا۔

پس دیکھو کتنی عظیم کامیابی ہے۔ پہلا طریق وہ ہے جس پہ ہر وہ شخص جو آپ کے قریب نہیں ہے جب اس کو کچھ ملتا ہے آپ کے لئے ایک عذاب بن جاتا ہے۔ اس کا ملنا آپ کے لئے عذاب بن جاتا ہے۔ یہ دوسری صورت میں جو کچھ آپکے عزیزوں، اقرباء کو یا جاننے والوں کو ملتا ہے آپ کے لئے ایک لذت کا سامان پیدا کر دیتا ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو اس دنیا میں ایک جنت بنا دیتی ہے اور زندگی کو کتنا آسان کر دیتی ہے۔ اب اسی بات کو جواب کے پہلے حصے کے تعلق میں ہم مزید دیکھتے ہیں۔ فرمایا اگر تم دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ تو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ سوال یہ ہے کہ کس دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ۔ جو اللہ کی دنیا ہے اس سے تو بے نیازی ممکن نہیں ہے۔ دنیا سے بے نیازی کا مطلب ہے غیر اللہ سے بے نیازی۔ ورنہ جو اللہ کی چیز ہے اس سے تو انسان کو پیار ہوتا ہے اگر اللہ سے پیار ہے۔ یہ مضمون آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے دوسری جگہ خوب کھول کر بیان فرمایا ہے۔

پس بے نیازی سے مراد دو ہیں۔ ایک یہ کہ دنیا اگر تمہیں تکلیف پہنچاتی ہے اور اس تکلیف کو تم خدا کی خاطر برداشت کرتے ہو اور پرواہ نہیں کرتے کہ دنیا نے تمہیں کیا کہا ہے اور تم سے کیسا سلوک کیا ہے ایسے موقع پر اللہ تم سے ضرور محبت کرے گا۔ اور یہ جو مضمون ہے یہ گہرا انسانی فطرت میں رچا بسا مضمون ہے۔ آپ دیکھیں آپ کے بچے بھی بعض ایسے ہیں جو خود جواب دیتے ہیں دوسرے کی باتوں پر بہت تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو خاموش ہو جاتے ہیں اور صبر سے برداشت کر جاتے ہیں۔ ماں باپ کی نظر ان کے چہروں پر رہتی ہے اور ان کی تکلیف کو زیادہ محسوس کرتے ہیں، ان سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ پس دنیا سے بے نیازی اگر ان معنوں میں ہے کہ دنیا خدا کی خاطر تکلیفیں پہنچاتی ہے اور آپ خدا کی خاطر خاموش ہو جاتے ہیں اور صبر کرتے ہیں تو یہ وہ بے نیازی ہے جو لازماً اللہ کی محبت کو کھینچے گی۔

دوسرے بے نیازی اللہ کے تعلق کے حوالے سے ہے۔ اگر آپ کو دنیا سے ایسا پیار ہے کہ خدا کے پیار کے رستے میں حائل ہو جاتا ہے تو اسے دنیا سے بے نیازی نہیں کہا جاسکتا۔ دنیا سے بے نیازی اللہ کے تعلق میں صرف یہ معنے رکھتی ہے کہ جہاں بھی دنیا خدا سے ٹکراتی ہے اور خدا کے تعلق اور دنیا کے تعلق کے درمیان ایک فیصلہ کرنے کا وقت آتا ہے ہر ایسے موقع پر دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ۔ مگر آپ نے یہ نہیں فرمایا ہر ایسے موقع پر بے نیاز ہو جاؤ۔ آپ فرماتے ہیں دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ۔ یہ اس لئے ہے کہ ہر ایسے موقع پر بے نیاز ہی ہے جو کامیابی سے اس امتحان سے گزرتا ہے۔ بے نیازی ایک دائمی کیفیت کا نام ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس موقع پر سوچ کر یہ فیصلہ کرو کہ اللہ کو لینا ہے اور دنیا کو چھوڑنا ہے۔ آپ نے ایک دائمی کیفیت کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک انسان کے دل میں ہمیشہ ہمیش کے لئے یہ جذبہ مرتسم ہو جائے، اس پر لکھا جائے، چھپ جائے کہ خدا کے سوا مجھے کسی چیز سے پیار نہیں ہوگا اگر وہ خدا سے ٹکراتی ہے۔ لیکن اللہ کے حوالے سے غیروں سے پیار کرنا یہ فطرت کے خلاف نہیں ہے بلکہ فطرت کے عین مطابق ہے۔

پس اس دوسرے پہلو کی طرف بھی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے روشنی ڈالوں گا کیونکہ گزشتہ خطاب کے بعد مجھے ایسے پیغامات ملے ہیں جس میں کچھ لوگ بے چارے پریشان سے ہو کے رہ گئے ہیں۔ کہتے ہیں آپ نے تو کہا ہے اور قرآن اور حدیث کے حوالے سے کہا ہے کہ خدا کی محبت کے سوا باقی سب کچھ فانی، جھوٹ ہے۔ سب قصہ ہے اس کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ تو ہمیں تو اپنے ایمانوں پر شبہ پڑ گیا ہے۔ ہم تو اپنے ماں باپ سے بھی محبت کرتے ہیں، اپنے پیاروں سے بھی محبت کرتے ہیں، بیویاں خاوندوں سے محبت کرتی ہیں، خاوند بیویوں سے کرتے ہیں۔ ہم کہاں جائیں گے اگر یہ سب شرک ہی کی نشانی ہے۔ اگر ان محبتوں کے نتیجے میں ہم خدا کی محبت سے محروم ہو جائیں گے تو ہمیں سمجھائیں کہ پھر کیا علاج ہے۔ ہم کیسے اس مقصد کو پالیں جو آپ نے اللہ کی محبت کے حوالے میں بیان فرمایا۔ تو میں پھر اس مضمون کی طرف لوٹوں گا مگر سر دست ایک حدیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو دل کے اوپر ایک غیر معمولی، ایک بہت ہی گہرا اثر کرنے والی حدیث ہے۔ دل پہ قابض ہو جاتی ہے اور لیکن یہ ایک ایسی حدیث ہے جسے سمجھنا آسان بھی نہیں ہے، کئی غلط فہمیاں بھی ہو سکتی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے پاس کوئی جنگی قیدی لائے گئے جن میں عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی تھے۔ ان عورتوں میں سے ایک عورت جس کسی بچے کو دیکھتی اس کو دودھ پلانا شروع کر دیتی، اس سے محبت کا اظہار کرتی۔ اور لوگ سمجھتے تھے کہ دیوانی ہو گئی ہے۔ اس کیفیت کو جب دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ہمیں فرمایا۔ ہاں اس کا قصہ یہ تھا کہ اس کا بچہ کھویا گیا تھا اور چونکہ بچے سے پیار تھا اس لئے اس کے حوالے سے ہر بچے سے پیار ہو گیا۔ ہر بچہ اپنا دکھائی دینے لگا۔ اور یہی مضمون ہے جو ایک عرب شاعر نے اس حوالے سے بیان کیا ہے کہ میرا بھائی جس مقام پر دفن ہے وہ اگرچہ الگ مقام ہے لیکن مجھے تو جہاں بھی کوئی قبرستان دکھائی

دیتا ہے اس کا نام وہی لکتا ہے جو میرے بھائی کے مدفن کی جگہ کا نام ہے۔ میں ہر قبر پر اسی طرح گریہ و زاری کرتا ہوں جیسے اپنے بھائی کی قبر پر گریہ و زاری کرتا تھا۔ کیونکہ یاد رکھو کہ ایک غم دوسرے غم کو ابھار دیا کرتا ہے، ایک محبت دوسری محبت کو چھیڑ دیتی ہے۔ پس یہی کیفیت اس عورت کی تھی کہ جس بچے کو دیکھتی اسے سینے سے لگا لیتی، اسے دودھ پلاتی، اس سے پیار کا اظہار کرتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اس عورت کو دکھا کر صحابہ سے پوچھا کہ بتاؤ کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہرگز نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں پر اس عورت کے اپنے بچے پر رحم کرنے سے زیادہ رحم کرنے والا ہے وہ کیسے بندوں کو آگ میں پھینک دے گا۔

اب یہ جو مضمون ہے یہ بہت ہی لطیف ہے بہت ہی دل پر اثر پیدا کرنے والا ہے مگر اس کی حکمت سمجھنی ضروری ہے۔ ورنہ یوں معلوم ہوگا جیسے قرآن کریم کے ان تمام وعید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم غلط قرار دے رہے ہیں جہاں جہنم کی باتیں ہیں اور بڑے یقین اور تحدی کے ساتھ فرمایا جا رہا ہے کہ لازماً یہ بات ہو کے رہے گی اور خدا کی طرف سے ایک "حقاً" وعدہ ہے جو ٹل نہیں سکتا کہ لازماً جہنم کو بد لوگوں سے بھر دیا جائے گا۔

تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر یہ حدیث اس کے مقابل پر کیا معنے رکھتی ہے اور حدیث بھی ایک عام کتاب کی نہیں بلکہ بخاری کتاب الادب سے لی گئی ہے جو مستند کتابوں میں سے ایک اہم مستند کتاب ہے۔ تو اصل بات یہ ہے کہ یہاں اس مضمون کی چابی لفظ بندے میں ہے۔ وہ بچے جو ماؤں کے بچے نہیں بن کے رہتے جو ماؤں کے بچے ہوتے ہوئے بھی غیروں کے ہو جاتے ہیں بسا اوقات مائیں ان کو بددعائیں بھی دے دیتی ہیں۔ اور خود میرے سامنے ایک ایسا واقعہ ہوا کہ ایک عورت نے بستر مرگ پر اپنے بچے کو بددعا دی صرف اس لئے کہ اس کا خدا سے تعلق ٹوٹ گیا تھا۔ اور چونکہ اس عورت کا خدا سے گہرا تعلق تھا اس لئے اس نے بددعا دی اور میں حیران رہ گیا۔ لیکن اس وقت میں سمجھا کہ خدا کا عشق اس پر اتنا غالب ہے کہ اپنے بیٹے کو بددعا دے رہی ہے کیونکہ اس کا خدا سے تعلق ٹوٹ گیا تھا۔ پس یہ چیز حقیقتاً ممکن ہے اور انسانی فطرت میں بھی اس کے نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کا بیان کرتے ہوئے شیطان کے ساتھ ایک گفتگو کو ایک تمثیل کے طور پر پیش فرمایا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اپنے غلاموں کی ہر کامیابی پہ خوش ہوتے تھے اور اپنے غلاموں کی کسی کامیابی پر آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی۔

جب شیطان نے یہ کہا کہ تو یہ جو مخلوقات ہیں آدم کی اولاد ان پر مجھے اپنا اثر ڈالنے کے لئے قیامت تک کے لئے چھٹی دیدے اور پھر دیکھ کہ کتنے ہیں جو تیرے ساتھ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا چھٹی ہے۔ تو اپنے گھوڑے بھی چڑھا لا ان پر، اپنے پیادے بھی لے آ۔ ان کے آگے سے، پیچھے سے دائیں اور بائیں سے ان پر حملے کرو اور جو کچھ بن سکتا ہے بناؤ اور ان بندوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرو مگر یہ یاد رکھو جو میرے بندے ہیں ان پر تجھے کوئی دسترس نہیں ہوگی۔ جو تیرے ہیں تو ان کو لے جا وہ تو میرے نہیں ہیں۔ اور پھر قیامت کے دن میں تجھے بھی اور ان کو جنہوں نے تیرا ساتھ دیا تھا جنہوں نے مجھ سے بندگی کے تعلق توڑ لئے تھے آگ میں پھینک دوں گا۔ تو یہ جو حدیث ہے یہ قرآن کریم کی اس آیت کے حوالے سے حل ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم یہ فرما رہے ہیں کہ تم اگر خدا کا بندہ بننا سیکھ جاؤ اگر اس کے بندے ہو جاؤ اور عباد الرحمٰن والی صفات اپنے اندر پیدا کرو تو خدا کی قسم خدا تمہیں کبھی آگ میں نہیں ڈالے گا۔ ناممکن ہے کہ تمہیں آگ چھوئے اور اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے کہ

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

اور اس دنیا میں بھی اس مضمون کو اطلاق فرمایا ہے۔ فرمایا بڑے بڑے ابتلا آئیں گے دنیا میں خوفناک جنگیں ہوں گی بڑی بڑی ہلاکتیں ہیں جو تمہارے سامنے مونہہ پھاڑے کھڑی ہیں لیکن گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ آگ تو ہے مگر جو خدائے ذوالعجائب سے محبت کرتے ہیں ان پر آگ حرام کر دی جائے گی۔ پس اس دنیا کی جہنم سے بچنے کا بھی یہی طریق ہے کہ ہم اللہ کے بندے بن جائیں۔ اور بندہ بنے بغیر یہ توقع رکھنا کہ خدا کا رحم غالب ہے یہ حماقت ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے اس مضمون کو خوب کھول کر الگ الگ بیان فرما دیا ہے۔ اس میں کوئی جذباتیت نہیں ہے، گہرے حقائق ہیں جو قرآن اور احادیث ہمارے سامنے رکھتے ہیں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے اظہار محبت کے متعلق کیسے آپؐ خدا کی محبت اور پیار اور جلال کے احساس سے لرزاں ہو جایا کرتے تھے ایک حدیث ہے۔ یہ مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ آیت پڑھی "والسموٰت مطویات بیمینہ سبحانہ و تعالیٰ عما یشرکون" سے جو وہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بڑی طاقتوں والا اور نقصان کی تلافی کرنے والا ہوں۔ میرے لئے ہی بڑائی ہے۔ میں بادشاہ ہوں۔ میں ایک بلند شان بادشاہ ہوں۔ تمام بادشاہوں میں سب سے بڑھ کر۔ اور میرے لئے ہی بڑائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی ذات کی مجد اور بزرگی بیان کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم خدا کے مجد اور بزرگی کے اس بیان کو اس طرح دہرانے لگے اور ایسے وجد میں آئے کہ راوی بیان کرتا ہے کہ سارا منبر لرزنے لگا۔ اور اس قوت اور شان کے ساتھ اس گہرے جذبہ عشق کے ساتھ آپؐ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے لگے اور یہ فقرے بار بار دہرانے لگے کہ ہمیں ڈر تھا کہ منبر اس لرزش سے ٹوٹ کر کہیں آپؐ کو بھی ساتھ نہ لے گرے۔ یہ وہ کیفیت تھی جو بنائے نہیں بنا کرتی، ایک بے اختیار کیفیت ہے۔

پس اس پہلو سے اگر ہم اپنی محبت کو جانچنا چاہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ کیا اللہ کے ذکر پر ہمارے دل پر ایک زلزلہ طاری ہوتا ہے کہ نہیں۔ کیا ہمارے بدن اور روئیں روئیں میں خدا کا پیار دوڑنے لگتا ہے یا نہیں۔ اور اگر ایسا نہیں ہے اور وہ ذکر محض ایک ذکر ہے جو زبان پر جاری ہو کر دوسرے کانوں تک تو پہنچتا ہے مگر دل تک نہیں پہنچتا تو پھر یہ محبت نہیں ہے۔ اس کا جو چاہیں نام رکھ لیں یہ محبت نہیں۔ خدا کا نام تو اتنا پیارا نام ہے کہ جب وہ محبت کرنے والے کے دل پر پڑتا ہے تو اس سے بڑی میوزک اور کوئی نہیں۔ اس سے اعلیٰ درجے کا پر سرور نغمہ ممکن نہیں ہے۔ ذکر الٰہی اپنی ذات میں ایک ایسا نغمہ ہے جس کی کوئی مثال دنیا کے نغموں میں نہیں ملتی۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اس ذکر الٰہی کے متعلق فرماتا ہے "تقشعر منه جلود" یہ ذکر تو ایک ایسی شان رکھتا ہے کہ خدا سے محبت کرنے والوں کے بدن پر ان کی جلدوں پر جھرجھریاں طاری ہو جاتی ہیں۔ اور واقعۃً جب کسی سے محبت کا جذبہ بھڑکے تو کئی دفعہ انسان کانپ جاتا ہے اور ایک جھرجھری سی طاری ہو جاتی ہے۔ پس یہ وہ محبت کا انداز ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ہمیں سکھایا۔ اس محبت کے بغیر ہماری زندگیاں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ ہم حقیقت میں اللہ کی محبت کے دعوے تو کریں گے مگر محبت کی حقیقت کو نہیں پا سکیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس محبت کے اظہار کو جس طرح، جس جس طریق سے بیان فرماتے ہیں اس کی کوئی مثال اس زمانے میں ہمیں دکھائی نہیں دیتی۔ درثمین کے حوالے سے جو میں نے مضمون شروع کیا تھا انشاء اللہ میں آئندہ کسی وقت اس کو آگے بڑھاؤں گا۔ چونکہ آج ہمیں باہر بھی جانا ہے اور وقت تھوڑا رہ گیا ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے ہی سے ایک اور نظم سے میں یہ چند شعر آپ کے سامنے رکھتا ہوں

تیرے کوچہ میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں

اللہ تعالیٰ سے پوچھتے ہیں کہ بتا میں کن رستوں سے تیرے کوچے تک آؤں۔ کون سی خدمت ہے جو مقبول ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دل سے یہی سوال اٹھتے رہے جن کے جواب قرآن کریم میں نازل ہوتے رہے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی آتا ہے۔ آپ نے عرض کیا "ربنا ارنا مناسکنا" اے اللہ ہم چاہتے ہیں کہ تیری راہ میں وہ قربانیاں پیش کریں جو تجھے پسند ہیں مگر جانتے نہیں کہ وہ کیا ہیں۔ اس لئے تو ہمیں دکھا کہ یہ بھی قربانی کی راہ ہے جو مجھے پسند ہے۔ وہ بھی قربانی کی راہ ہے جو مجھے پسند ہے۔ تو راہیں کھول اور پھر ان راہوں میں آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرما۔ یہی جذبہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل سے اٹھتا ہے:

تیرے کوچہ میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں

ایک ہی رستہ دکھائی دیا ہے کہ محبت کروں اور خدا کے نام سے اپنی خودی کو جلادوں۔ تو جو بے نیازی کا مضمون ہے وہ بھی محبت کے ذریعے نصیب ہو سکتا ہے ورنہ ناممکن ہے کہ انسان دنیا سے بے نیاز ہو جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے اللہ کی محبت کو سمجھنا ہمارے لئے ضروری بھی ہے اور اس محبت کو نہایت ہی آسان اور پر لطف بنا دینے والا ہے۔

اب یہ نکتہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سمجھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم جب فرماتے ہیں کہ بے نیازی کرو تو کسی چیز سے، جب تک کسی اور سے اس سے بڑھ کر محبت نہ ہو، بے نیازی نہیں ہو سکتی۔ یہ قانون قدرت ہے جس پر لازماً عمل در آمد ہوگا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں۔ کتنا ہی کسی سے پیار ہو اگر وہ اس کی گستاخی کرتا ہے جس سے زیادہ پیار ہے، اس کے رستے میں حائل ہوتا ہے جس سے آپ زیادہ محبت کرتے ہیں تو اچانک وہ بالکل بے حیثیت اور بے حقیقت ہو کے دکھائی دے گا۔ اس کی ساری محبت زائل ہو جائے گی۔ پس فرمایا:

"خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں"

خدا کو اپنے اوپر طاری کر دوں اور اپنی نفسانیت کے ہر پہلو کو خاکستر دوں۔

محبت چیز کیا کس کو بتاؤں
وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں
یہی بہتر کہ خاک اپنی اڑاؤں

فرمایا میرے دل میں تو آندھی چل پڑی ہے اللہ کی محبت کی۔ کیسے چھپاؤں؟۔ ہاں میرا جسم خاک ہو کے اڑ جائے اس آندھی سے تو یہ بھی مجھے منظور ہے۔ مگر کاش دنیا کو پتہ تو چلے کہ محبت الٰہی ہوتی کیا ہے۔

پس محبت کی راہیں سیکھنی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہی سے سیکھی جائیں گی۔ اور اس دور میں اس محبت کے عنوان کو دوبارہ جس نے زندہ کیا ہے وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پس آنحضورؐ کو دیکھنا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھ سے دیکھیں اور خدا کو دیکھنا ہے تو محمدؐ رسول اللہ کی آنکھ سے دیکھیں۔ یہی ایک رستہ ہے جو محبت الٰہی پیدا کرنے والا ہے، اس کے علاوہ سب قصے اور کہانیاں ہیں۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

مجلس انصار اللہ صوبہ جموں کا تیسرا سالانہ اجتماع

مجلس انصار اللہ صوبہ جموں کا تیسرا سالانہ اجتماع ۱۶ جون بروز اتوار جماعت احمدیہ کالابن کوٹلی میں نہایت شاندار طریق پر منعقد ہوا۔ میزبان مجلس نے جلسہ گاہ کے لئے ایک وسیع مکان کی چھت کو منتخب کیا جسے شامیانوں۔ بینرز اور رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا۔ یہ جلسہ گاہ چاروں طرف فلک بوس پہاڑوں کے بیچ واقع گاؤں کی لگ بھگ دس ہزار کی آبادی کے عین درمیان میں پیغام حق پہنچانے کا موجب بنی

اجتماع کے پروگراموں پر تبصرہ کرنے سے قبل اللہ تعالےٰ کی ایک خاص رحمت کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اجتماع سے قبل تین چار دن سے انتہائی زور دار بارش ہو رہی تھی۔ مگر ۱۶ جون کو اللہ تعالےٰ نے معجزانہ رنگ میں موسم خوشگوار کر دیا اور ہمارے پروگراموں کے درمیان حائل رکاوٹیں دور ہو گئیں۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز زیر صدارت مکرم حوالدار محمد بشیر صاحب عمل میں آیا اور سٹیج سیکرٹری کے فرائض مکرم مولوی محمد سلیم صاحب مبشر نے انجام دیئے مکرم مولوی نثار احمد صاحب ساجد معلم وقف جدید نے نہایت سریلی آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کی اس کے بعد مکرم ڈاکٹر محمد اسلم صاحب صدر اجتماع نے مجلس انصار اللہ کا عہد دوہرایا بعدہ مکرم محمد حسن صاحب عاجز نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم ترنم سے پڑھی۔

قبل اس کے کہ افتتاحی خطاب شروع ہو فلک بوس پہاڑوں سے بازگشت نعروں کی گونج پورے گاؤں کو احمدیت کی سربلندی کا پیغام دیتے ہوئے جھنجوڑ رہی تھی دور دور تک گاؤں میں بسنے والے غیر از جماعت دوست اور خواتین اپنے اپنے مکانوں کی چھتوں پر ٹولیاں بنا بنا کر تعجب بھری نگاہوں سے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے

افتتاحی خطاب مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر نے فرمایا آپ نے اجتماعات کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے انصار اللہ کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ پہلی تقریر مکرم چوہدری محمد شریف صاحب نے سیرۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر فرمائی۔ دوسری تقریر مکرم محمد شریف صاحب صدر جماعت کالابن نے بعنوان "مجلس انصار اللہ کے قیام کا مقصد اور ہماری ذمہ داریاں" پر روشنی ڈالی بعدہ مکرم مولوی عزیز الدین صاحب نے خوش الحانی سے نظم پڑھی اجلاس کی تیسری تقریر میں مکرم مولوی غلام احمد قادر صاحب مبلغ سلسلہ نے "نظام جماعت اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر روشنی ڈالی۔ چوتھی تقریر مکرم مولوی بشارت احمد صاحب محمود مبلغ سلسلہ نے سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر فرمائی۔ اسکے بعد عزیزم طاہر احمد صاحب جمالی نے اپنی پیاری آواز میں نظم ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

پڑھی الفاظ کی کمالات بیانی اور کشش آواز نے سامعین پر جادو سا اثر کر دیا۔ جس سے ہر ایک پرنم آنکھوں کے ساتھ جھوم اٹھا۔ بعدہ پانچویں تقریر مکرم ٹھیکیدار محمد اعظم صاحب نے خلافت کی برکات کے عنوان پر کی چھٹی تقریر میں مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں تبلیغ حق اور تربیت اولاد کے عنوان پر تفصیل سے روشنی ڈالی ساتویں تقریر مکرم عبدالعزیز صاحب صوبائی امیر نے فرمائی جس میں آپ نے تمام حاضرین کو مخاطب ہو کر داعی الی اللہ بننے اور احمدیت کا پیغام تمام بنی نوع انسان تک پہنچانے کی طرف توجہ دلائی۔ اس اجلاس کا اختتامی خطاب مکرم ماسٹر منور احمد صاحب تنویر ناظم مجلس انصار اللہ صوبہ جموں نے فرمایا آپ نے انصار اللہ کی اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مجالس کو بیدار ہونے کی تلقین فرمائی۔ بعدہ مکرم ڈاکٹر محمد اسلم صاحب صدر اجتماع کمیٹی نے منتظمین شعبہ جات و دیگر حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور صدر جلسہ کی اجازت اور دعا کے ساتھ اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ اور ایک بار پھر پوری فضاء اسلامی نعروں سے گونج اٹھی۔

خدا تعالےٰ کے فضل سے امسال بھی صوبہ جموں کی تمام مجالس سے نمائندگان نے نیز غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت فرمائی رجسٹریشن کے مطابق تعداد ۲۶۳ تھی البتہ مستورات کی شرکت سے یہ تعداد ۳۰۰ سے زائد ہوگئی۔

دارالامان قادیان سے اس سال ہمارے اجتماع میں مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم بحیثیت نمائندہ مجلس انصار اللہ تشریف لائے۔ آپ بعض وجوہات کی بناء پر دیر سے پہنچے البتہ دوسرے دن خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں آپ شریک ہو گئے۔ ہم اپنے مہمان خصوصی کے انتہائی مشکور رہیں جنہوں نے اس دور دراز علاقہ میں پیدل مسافت کی دشواریوں کا سامنا کرتے ہوئے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ساتھ ہی محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل کرتے ہیں جنہوں نے ہمارا اجتماع کامیاب بنانے کیلئے بھرپور مرکزی تعاون سے نوازا۔

۱۶ جون کی شب کو مکرم ماسٹر منور احمد صاحب تنویر ناظم مجلس انصار اللہ صوبہ جموں نے خصوصی نمائندہ مرکزیہ قادیان مکرم مولانا منیر احمد صاحب خادم کی رہنمائی میں مجالس انصار اللہ کے تمام زعماء کرام و نمائندگان پر مشتمل ایک خصوصی میٹنگ بلائی جس میں محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت کی بعض ہدایات۔ داعیین الی اللہ کے متعلق امور نیز مجالس کو بیدار رہنے کی تلقین کے اہم موضوعات شامل تھے۔ میٹنگ کا آغاز دعا اور مجلس کے عہد سے ہوا اور اختتام بھی دعا کے ساتھ ہوا۔ اللہ تعالےٰ اجتماع کی تمام کارروائیوں کو بارآور فرمائے۔ (آمین)

(آفس سیکرٹری اجتماع مجلس انصار اللہ صوبہ جموں)

درخواستہائے دعا

- لجنہ اماء اللہ ہبلی کی ایک بہن محترمہ احمدی بیگم ستار صاحبہ امتحان دے رہی ہیں انکی نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ اعانت بدر /۵۰۰ روپے۔ (نائب صدر لجنہ اماء اللہ بھارت)
- مکرمہ امتہ اللطیف صاحبہ آف کینیڈا اپنے مرحوم والد محترم بھائی عبدالرحیم صاحب دیانت درویش نیز مکرم احمد دین صاحب مرحوم درویش کی مغفرت بلندی درجات کیلئے درخواست دعا کرتی ہیں اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔
- مکرم روشن خان صاحب کٹک (اڑیسہ) اپنے بچے و اہلیہ کی کامل صحت و تندرستی درازی عمر نیز جملہ پریشانیوں کے ازالہ کے لئے احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست دعا کرتے ہیں اعانت بدر ۲۰۰ روپے۔
- مکرم محمد صادق صاحب آف چارکوٹ اپنی بیٹی جو کہ بیمار ہیں نیز اپنے بھائی جو بیرون ملک میں ہیں کے باعزت روزگار اور اپنی و اہل و عیال کی صحت و سلامتی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ (مینیجر بدر)
- خاکسار کے بڑے بھائی مکرم مولوی سید غلام مہدی ناصر صاحب کئی دن سے بیمار ہیں ان کی کامل شفایابی صحت و سلامتی درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔
(نصرت جہاں بیوہ مکرم عبدالعظیم صاحب مرحوم درویش)
- خاکسار کے والدین اور دو بھائی اکثر بیمار رہتے ہیں ان کی کامل شفایابی اور دینی و دنیوی ترقیات اور خاکسار کی پڑھائی میں کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔
(شیخ مسعود احمد یوسف رسول پور سونگھڑہ)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر۔ حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون۔ 649_04524

مکرم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر (مبلغ سلسلہ) وفات پاگئے

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

مبلغ اسلام مکرم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر ۱۲ اگست ۱۹۹۶ء کو غرناطہ ہسپتال میں رات گیارہ بج کر بیس منٹ پر بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ ۱۳ اگست کو مسجد بشارت پیدرو آباد (سپین) میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور پھر مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۷۷ سال تھی۔

مکرم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر ۳۰ دسمبر ۱۹۱۹ء کو بنگہ پوسی ضلع ہوشیارپور (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ مڈل کا امتحان فیض اللہ چک سے پاس کیا اور میٹرک قادیان میں کیا۔ اس کے بعد اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کردی اور پھر تادم آخر نہایت اخلاص اور وفا کے ساتھ اپنے اس عہد وقف زندگی کو نبھایا۔ ۲۴ جون ۱۹۴۶ء کو آپ بطور مبلغ سپین میں وارد ہوئے اور یوں قریباً ۵۰ سال تک سپین میں پیغام اسلام کی اشاعت میں مصروف رہے۔ اس دوران آپ کو نہایت سخت اور مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ نے ہر تنگی و ترشی کو خدا کی خاطر بڑے حوصلہ اور صبر سے برداشت کیا اور دعوت الی اللہ کے کام کو جاری رکھا۔ دعوت الی اللہ کا آپ کو جنون کی حد تک شوق تھا بلکہ تبلیغ آپ کی روح کی غذا تھی۔

محترم مولوی صاحب مرحوم مارچ ۱۹۸۸ء میں بطور مبلغ پرتگال تشریف لے گئے اور وہاں جماعت کی رجسٹریشن کروائی اور تبلیغی مرکز قائم کیا۔ کچھ عرصہ سے آپ مختلف عوارض سے بیمار چلے آ رہے تھے چنانچہ بعد از ریٹائرمنٹ جنوری ۹۶ء میں آپ سپین واپس تشریف لائے۔ آپ بہت ہی محبت کرنے والے ہمدرد، منکسر طبیعت کے مالک تھے۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۶ اگست کے خطبہ جمعہ میں آپ کا محبت بھرا ذکر فرمایا اور تبلیغ اسلام کے لئے آپ کے جذبہ اور تڑپ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے لئے دعا کی تحریک کی اور دنیا بھر میں جماعتوں کو انکی نماز جنازہ غائب پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ حضور ایدہ للہ نے نماز جمعہ کے بعد مولوی صاحب مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مرحوم کے پسماندگان میں آپ کی اہلیہ محترمہ رقیہ شمیم بشریٰ صاحبہ اور تین بیٹے مکرم ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب مکرم فضل الٰہی قمر صاحب اور مکرم احسان الٰہی بشیر صاحب اور تین بیٹیاں محترمہ رضیہ تسنیم صاحبہ، محترمہ شاہدہ بیگم طاہرہ صاحبہ اور محترمہ مبارکہ امۃ الکریم صاحبہ ہیں۔ ادارہ بدر اپنی طرف سے اور جملہ قارئین کی طرف سے حضرت مولوی صاحب مرحوم کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتے ہوئے ان سب کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا گو ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جماعت کو ایسے حقی، مخلص، وفادار مبلغین اور داعیان الی اللہ عطا فرماتا چلا جائے۔

محترم مولانا محمد حمید صاحب کوثر مبلغ اسرائیل کے اعزاز میں

تقریبات

(۱) - ۲۹ر جولائی کو محترم مولانا محمد حمید صاحب کوثر مبلغ اسرائیل کے اعزاز میں دفتر تحریک جدید کی طرف سے ایک تقریب شام ساڑھے پانچ بجے مدرسہ احمدیہ کے ہال میں منعقد ہوئی جس کی صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے کی محترم مولانا صاحب عرصہ سات سال سے فلسطین اسرائیل میں فریضۂ تبلیغ اسلام سرانجام دے رہے ہیں اور دو ماہ کے لئے قادیان تشریف لائے تھے۔

تلاوت قرآن مجید مکرم عبدالوکیل صاحب نیاز نے کی اور مکرم مظفر احمد صاحب فضل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا بعدہٗ مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید نے فلسطین اور بعض دیگر ممالک میں ہونے والی مساعی جمیلہ کا مختصراً تذکرہ فرمایا ازاں بعد محترم مولانا محمد حمید صاحب کوثر نے میدانِ تبلیغ میں پیش آنے والے ایمان افروز واقعات کا ذکر فرمایا آخر پر محترم صدر صاحب نے خطاب فرمایا اور دعا کرائی۔ دعا کے بعد جملہ مدعوین کی چائے اور لوازمات سے ضیافت کی گئی۔

(۲) - طلباء مدرستہ المعلمین نے ۱۷ر اگست کو محترم مولانا محمد حمید صاحب کوثر مبلغ اسرائیل کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی اور مختصر جلسہ میں جسکی صدارت محترم ایڈیشنل ناظم صاحب نے فرمائی تلاوت قرآن کریم نظم خوانی اور تعارف کے بعد محترم مولانا صاحب موصوف نے عزیز طلبہ سے خطاب کیا اور طلبہ کو نہایت بیش قیمت نصائح سے نوازا۔ محترم ایڈیشنل ناظم صاحب کے خطاب کے بعد دعا پر جلسے کی کاروائی ختم ہوئی۔ بعد ازاں طلبہ کی طرف سے پیش کردہ تواضع میں آپ نے شرکت کی۔ (نگران مدرستہ المعلمین)

سیرت النبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے جلسے

امسال بھی ۱۲ر ربیع الاوّل کو بالخصوص اور دیگر ایام میں بھی بھارت کی احمدیہ جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شایانِ شان طور پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کا اہتمام کیا گیا۔ جگہ کی تنگی کے پیشِ نظر تفصیلی رپورٹیں پیش کرنا ممکن نہیں۔ صرف ایسی جماعتوں کے نام ذیل میں بغرض دعا تحریر کئے جا رہے ہیں -

جماعت احمدیہ قادیان۔ عثمان آباد۔ تالبر کوٹ۔ سادنت واڑی۔ کلکتہ۔ وڈمان۔ یاری پورہ۔ آسنور بھاگلپور۔ کرولی۔ موسیٰ بنی مائنز۔ ادوے پور کٹیا۔ بھدرواہ۔ یادگیر۔ کیرنگ۔ بینگاڈی۔ دہرال ساہی امروہہ۔ ساگر۔ مکھیم پور۔ کیمری۔ کرارتی۔ کاپنی۔ بھدرک۔ تاراکوٹ۔ بنگال۔ لجنہ قادیان۔ سادنت واڑی۔ ساری۔ مجلس خدام الاحمدیہ تماپور۔

(ادارہ)

ایم۔ٹی۔اے

ایم ٹی اے ہم جان سے پیارا رکھتے ہیں
کس کو خبر ہم کس عالم میں رہتے ہیں
کام لیا مولا نے ہم دیوانوں سے
کہنے دو جتنا ہم کو پاگل کہتے ہیں
چشم فلک نے پہلی بار یہ دیکھا ہے
لاکھوں ہاتھ اک ساتھ دعا کو اٹھتے ہیں
ایک مسیحا ہاتھ ہے سب کی نبضوں پہ
ایک اشارے پہ سب بیٹھتے اٹھتے ہیں
ایک ہی تال پہ رقص کناں ہیں لاکھوں دل
لاکھوں پنچھی ایک پپیا پہ مرتے ہیں
اس کنبے میں سب کی خوشیاں سانجھی ہیں
ایک ہو خوش تو لاکھوں چہرے کھلتے ہیں
بانٹتے ہیں ہم سارے غم اک دوجے کے
ایک کو دکھ ہو لاکھوں کے دل دکھتے ہیں
اک مخلص مشفق ہاتھ ہمارے سر پر ہے
اک ٹھنڈے میٹھے سائے میں ہم رہتے ہیں
دنیا کا ہر گوشہ اپنا مسکن ہے
کہیں بھی ہوں ہم ایک ہی گھر میں رہتے ہیں
یہ ساری توحید کی خیر و برکت ہے
حمد و ثنا میں ہر دم آنسو بہتے ہیں

(امۃ الباری ناصر۔ کراچی)

دعائے مغفرت: - مکرم عبدالحمید صاحب چوہدری کی والدہ محترمہ اہلیہ مکرم ماسٹر فضل داد صاحب ۱۲ر ربیع الاوّل کو وفات پا گئی ہیں انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی اللہ تعالے ان کے درجات بلند فرمائے اور جملہ پسماندگان کو اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ خاکسار: منیر احمد حافظ آبادی وکیل اعلیٰ تحریک جدید قادیان۔

ارشاد نبوی
اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ
(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)
(منجانب)
رکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا:
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینگو لین کلکتہ - 700001
فون نمبرز۔
2430794، 2481652، 248522

C.K. RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM
- 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
ALAVI TEAK POLES &
WOODEN FURNITURE

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR
ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA
چیف کوچ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر۔ حیدر آباد
وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی ایکسرسائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں
تندرستی ہزار نعمت ہے
M. A SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18 - 2- 888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST - 500253 HYDERABAD (A. P) ☎ 041-219036 INDIA

قسط نمبر ۱

ہومیو پیتھی طریقِ علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

بیان فرمودہ سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعتِ احمدیہ عالمگیر

جماعت احمدیہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ جہاں وہ عرصہ سو سال سے اہلِ دُنیا کی رُوحانی شفا کا انتظام کر رہی ہے وہیں جماعت کی سو سالہ تاریخ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر اب تک خلفائے احمدیت دُکھی دُنیا کے جسمانی علاج میں بھی مصروف نظر آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک ایسے ماہر طبیب بھی تھے جن کے ذریعہ ہزاروں لوگوں نے جسمانی شفا بھی حاصل کی۔ سیدنا حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل بھی ایک ماہر طبیب تھے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے قبل مہاراجہ جموں کشمیر کے شاہی طبیب بھی رہے۔ اسی طرح سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی بھی طبابت میں ایک معروف مقام رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ جماعت کے موجودہ خلیفہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہومیو پیتھی سے دلچسپی آپ کے والد محترم حضرت مصلح موعود کی مرہونِ منّت ہے۔ انہی کی طرح آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے دستِ شفا عطا فرمایا ہے۔ آپ چالیس سال سے زائد عرصہ سے دُکھی اور بیمار انسانوں کی خدمت کر رہے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسندِ خلافت پر سرفراز فرمایا تو بے شمار مصروفیتوں کے باوجود آپ نے خدمت خلق کے اس کام کو جاری رکھا۔ ہومیو پیتھی کے میدان میں آپ کی سب سے ممتاز اور منفرد شان یہ ہے کہ آپ کی پریکٹس محض کتب کے عام مطالعہ پر مبنی نہیں بلکہ آپ کا تجربہ دُنیا کے پانچوں براعظموں میں پھیلے ہوئے لاکھوں مریضوں پر حاوی ہے اور یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو دُنیا میں کسی اور مُعالج کو نصیب نہیں اور اس میدان کی وُسعت نے آپ کو دنیا کے سب معالجین کے مقابل پر بلند و بالا مقام پر لا کھڑا کیا ہے آپ کی بابرکت شخصیت کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ کامیاب دوا اور مقبول دُعا مریض کو کسی رنگ میں بھی بے نیل نہیں رہنے دیتی۔

چند سال قبل جب مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی عالمی نشریات کا آغاز ہُوا تو آپ نے شفا کے اس سادہ سستے اور حیرت انگیز نظام سے سب دُنیا کو روشناس کرانے کے لئے ہفتہ میں دو بار ہومیو پیتھی لیکچرز کا سلسلہ شروع فرمایا۔ یہ لیکچرز اب کتابی شکل میں شائع ہو گئے ہیں جنہیں ہم افادۂ عام کے لئے قسط وار بدر کے صفحات کی زینت بنا رہے ہیں۔

(ادارہ)

دیباچہ

۱۹۶۰ء سے پہلے کی بات ہے مجھے سر درد کی تکلیف ہوا کرتی تھی جسے میگرین یا درد شقیقہ کہتے ہیں۔ یہ بہت شدید درد ہوتا ہے جس کے ساتھ متلی اور اعصابی تکلیف بھی ہو جاتی ہے۔ میں کئی کئی دن اس بیماری میں مبتلا رہتا تھا علاج کے طور پر اسپرین استعمال کرنا جس کی وجہ سے معدہ کی جھلی اور گردوں پر برا اثر پڑتا اور دل کی دھڑکن بھی تیز ہو جاتی۔ میرے والد صاحب حضرت المصلح الموعودؓ ایک دوا سینڈول دیا کرتے تھے جو کلکتہ سے آتی تھی اس سے مجھے جلد آرام آ جاتا۔

ایک دفعہ سر درد کی شدید تکلیف ہوئی۔ سینڈول موجود نہ تھی، حضرت اباجان نے کوئی ہومیو پیتھک دوائی بھجوادی، مجھے اس وقت ہومیو پیتھی پر کوئی یقین نہیں تھا لیکن تبرکاً ہی دوائی کھائی۔ اچانک مجھے احساس ہوا کہ درد تو بالکل ختم ہو گیا ہے اور میں یونہی آنکھیں بند کئے لیٹا ہوں۔ کبھی کسی دوا کا مجھ پر ایسا غیر معمولی اثر نہیں ہوا تھا۔

اس کے بعد جب میری شادی ہوئی تو میری اہلیہ آصفہ بیگم (رحمہ اللہ) کو ایک پرانی تکلیف تھی جس کا انہوں نے مجھ سے ذکر کیا۔ حضرت اباجان کے پاس ہومیو پیتھی کی کتابیں تھیں، میں نے سوچا کہ ان میں سے کوئی دوائی ڈھونڈتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا تصرف ہوا کہ پہلی کتاب کو جس جگہ سے میں نے کھولا وہاں پر ایک دوائی کے ضمن میں جو علامات درج تھیں وہ بالکل وہی تھیں جو آصفہ بیگم نے بتائی تھیں وہ دوائی اونچی طاقت میں نیٹرم میور تھی۔ ان کو ایک خوراک سے ہی ایسا آرام آیا کہ پھر کبھی وہ تکلیف دوبارہ نہیں ہوئی۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ ہومیو پیتھی خواہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے اس کا فائدہ ضرور ہے اور اس میں کچھ حقیقت ہے۔ اس کے بعد میں نے حضرت المصلح الموعودؓ کی لائبریری سے ہومیو پیتھی کے بارے میں کتابیں لے کر پڑھنا شروع کیں۔ بعض اوقات ساری ساری رات انہیں پڑھتا رہتا۔ لمبا عرصہ مطالعہ کے بعد میں نے دوائیوں اور ان کے مزاج سے واقفیت حاصل کی اور ان کے استعمال اور خصوصیات کا اچھی طرح ذہن میں نقشہ جمایا اور پھر مریضوں کا علاج شروع کیا۔

ہومیو پیتھی کا آغاز

ہومیو پیتھی طریقہ علاج ایک جرمن ڈاکٹر ہانیمین نے ایجاد کیا۔ وہ ایلوپیتھک ڈاکٹر تھے، اٹھارویں صدی کے آخر میں جب وہ فرانس منتقل ہوئے تو انہوں نے ہومیو پیتھی کی طرف توجہ دی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے حکم پاکر امام مہدی ہونے کا اعلان فرمایا۔ گویا جس دور میں خدا تعالیٰ نے روحانی نظام کی بنیاد رکھی اسی دور میں جسمانی شفا کا بھی ایک نیا نظام جاری فرما دیا جس کا تعلق بھی دراصل روحانیت سے ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "روحانی ذریعہ سے میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اگر کسی ملک میں غدودوں کی بیماریاں مثلاً طاعون وغیرہ پھیل جائے تو وہاں جلدی امراض پھیلا دینے سے غدودوں کی بیماریاں جسم سے باہر نکل کر جلد پر ظاہر ہو جاتی ہیں اور اندرونی اعضاء خطرناک بیماریوں کے حملہ سے بچ جاتے ہیں اس غرض کے لئے گندھک اور پارہ بہت اہم مقام رکھتے ہیں"۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہومیو پیتھی کے موجد ڈاکٹر ہانیمین نے بعینہٖ یہی نظریہ اپنی کتب میں لکھا ہے کہ بعض ادویہ کے ردعمل سے بیماری اندرونی اعضاء کو چھوڑ دیتی ہے اور جلد پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ بیماری کا باہر نکل آنا ہی اچھا ہے۔ چونکہ انہیں ایلوپیتھک طریقہ علاج کا لمبا تجربہ تھا انہوں نے محسوس کیا کہ بعض دفعہ ایک بیماری کے علاج کے نتیجہ میں دوسری بیماری اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ وہ جانتے تھے کہ ایلوپیتھک طریقہ علاج میں بیماری کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے مثلاً اگر سر میں درد ہے تو اسپرین دینے سے سر درد تو ٹھیک ہو جاتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ اصل وجہ بھی دور ہو جائے جو کہ سردرد کا باعث بنی تھی۔ سر درد تو سینکڑوں قسم کی اندرونی کمزوریوں یا فاسد مادوں کی موجودگی میں پیدا ہو جاتا ہے اور ہر وجہ مختلف نوعیت کا درد پیدا کرتی ہے۔

ایلوپیتھک طریقہ علاج کا دوسرا نقصان انہوں نے یہ بیان کیا کہ ایک دفعہ جس دوا کی تھوڑی مقدار سے شفا ہو جائے کچھ عرصہ کے بعد جسم اتنی مقدار سے متاثر نہیں ہوتا اور زیادہ کا مطالبہ کرتا ہے انہوں نے تجربات سے یہ استنباط کیا کہ انسانی جسم ہر بیرونی حملہ کے مقابل پر مدافعت کی طاقت رکھتا ہے پس دواؤں کے خلاف بھی یہ مدافعت ہے جو کچھ عرصہ کے بعد ان دواؤں کے اثر کو زائل کر دیتی ہے اور پہلے سے بڑھ کر زیادہ مقدار میں دوا دینا پڑتی ہے۔ اسی دفاع کی طاقت کو انہوں نے ہومیو پیتھک طریقہ علاج کے ذریعہ استعمال کرنے کی تدبیر کی۔ جسم کے اندرونی نظام دفاع پر جو تحقیق ہوئی ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر ہانیمین نے جو تجربات کئے اور ان کی روشنی میں جو نتائج اخذ کئے انہیں باقاعدہ سائنسی طور پر درست قرار دیا گیا ہے۔ اس بات کے حق میں بہت سے شواہد سامنے آئے کہ جسم ہر بیرونی حملے کے خلاف ایک طبعی ردعمل دکھاتا ہے لہٰذا ہر وہ چیز جو جسم کا حصہ نہ ہو وہ باہر سے داخل کی جائے خواہ غذا ہو، دوا ہو یا کسی قسم کا زہر ہو جسم کا پہلا ردعمل اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ بیرونی اثر جتنا کمزور ہو اتنا ہی آسانی سے جسم اس کے خلاف کامیاب دفاعی حرکت کرتا ہے اور ایک رنگ میں بیرونی حملہ کی نوعیت سے آگاہ ہو کر جوابی حملہ کرنے کے لئے مستعد ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر ہانیمین نے اس بات سے استفادہ کرتے ہوئے یہ نظریہ آزمایا کہ انسانی جسم میں اگر کوئی ایسی بیماری موجود ہو جس کو جسم نے نظرانداز کر دیا ہو اور مقابلہ نہ کر رہا ہو تو بہت ہی لطیف مقدار میں کوئی ایسا زہر جسم میں داخل کر دیا جائے جس کے اثر کی علامتیں اس بیماری سے ملتی ہوں تو اس نہایت خفیف بیرونی حملہ کے کامیاب دفاع کے ساتھ ہی جسم اندرونی خطرہ سے بھی آگاہ ہو جاتا ہے اور دفاعی کوششیں بہت قوت کے ساتھ کارفرما ہو جاتی ہیں۔ وہ طریقہ علاج جس میں کسی مرض کی علامتوں سے ملتی جلتی علامتیں پیدا کرنے والے زہر کو اس مرض کی شفا کے لئے استعمال کیا جائے ہومیو پیتھک طریقہ علاج کہلاتا ہے۔ بیماری پیدا کرنے والا زہر اتنی خفیف مقدار میں استعمال کیا جاتا ہے کہ ایک خاص نکتہ پر پہنچ کر اصل زہر کا بظاہر کوئی اثر باقی نہیں رہتا بلکہ اس کے کسی ذرے یا ایٹم کا وجود بھی باقی نہیں رہتا مگر اس کی ایک خوراک یا چند خوراکیں جسم کو مطلوبہ پیغام پہنچا دیتی ہیں کہ فلاں جگہ فلاں بیماری کا حملہ ہو رہا ہے۔ جسم کا دفاعی نظام جو بیماری کے اچانک حملہ سے متحرک نہیں ہو سکا تھا اسے معین پیغام مل جاتا ہے اس خفیف سی مقدار کے ذریعہ دیئے گئے پیغام کو روح سمجھ جاتی ہے اور جسم بھی روح کے تابع عمل دکھاتا ہے اور اس کا دفاعی نظام بیدار ہو جاتا ہے۔ اگر روح میں یہ صلاحیت نہ ہو کہ جسم کو مطلوبہ پیغام پہنچا سکے تو ہومیو پیتھی بیکار ہے۔ یہ اتنا لطیف نظام ہے کہ روح کے تصور کے بغیر اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اصل دوا کا موجود ہونا تو کجا واہمہ کا موجود ہونا بھی ممکن نہیں پھر بھی دوا بھرپور اثر کرتی ہے۔ انسانی جسم دوا کے اس نہایت لطیف اور ہلکے سے اثر کو بھی قبول کرتا ہے اور بیماریوں کے خلاف ردعمل دکھاتا ہے مثلاً الرجی کے بارے میں جو تحقیق کی گئی ہے وہ اتنی حیرت انگیز ہے کہ سائنسدان خود حیران ہیں کہ جسم اتنی باریکی سے کس طرح ردعمل دکھا سکتا ہے۔ امریکہ میں انہوں نے ایک خاتون پر جسے انڈے سے الرجی ہو جاتی تھی تجربہ کیا اور اسے ایسی عمارت میں رکھا جہاں کسی قسم کا انڈہ لانے کی اجازت نہ تھی۔ اس دوران وہ بالکل ٹھیک رہی لیکن ایک دن اسے شدید الرجی ہو گئی تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ اوپر برجی میں ایک کبوتری نے انڈا دیا ہے اس سے یہ حیران کن انکشاف بھی ہوا کہ انسانی جسم اتنی دور دراز سے لطیف اثرات کو بھی محسوس کر لیتا ہے جو ہواؤں میں گھل کر گویا نہ ہونے کے برابر ہو چکے ہوں اور کوئی باریک سے باریک اور انتہائی زود حس برقیاتی آلہ بھی انہیں محسوس نہ کر سکے۔

الرجی کے ضمن میں جو تحقیقات ہوئی ہیں اس سلسلہ میں ایک اور بات بھی سامنے آئی ہے کہ موسم میں تبدیلی کے اثرات مریضوں میں بہت پہلے ظاہر ہو جاتے ہیں مثلاً بعض ایسے مریض ہیں جنہیں بجلی کے کڑکنے اور موسم میں اضطراب پیدا ہونے سے الرجی ہو جاتی ہے لیکن تحقیق سے جو حیرت انگیز بات سامنے آئی وہ یہ تھی کہ موسم کی ظاہری تبدیلیاں ابھی پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں اور ان کے کوئی آثار بھی کسی سائنسی آلہ کے ذریعے مستنبط نہیں ہو سکے تھے پھر بھی ایسے مریضوں میں اس الرجی کے آثار شروع ہو گئے جس کا تعلق اس بگڑے ہوئے موسم سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو بھی یہ ملکہ عطا فرمایا ہے اور وہ موسم کی تبدیلی سے پہلے ہی اسے محسوس کر لیتے ہیں اور شور مچانے لگتے ہیں۔

ہومیو پیتھک دواؤں کے بارے میں یہ خیال کہ یہ بالکل محفوظ ہوتی ہیں درست نہیں ہے اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ آجکل موٹریں بہت محفوظ ہوتی ہیں لیکن اگر کسی اناڑی اور بیوقوف کے ہاتھ میں آ جائیں تو محفوظ نہیں رہیں گی۔ اسی طرح ہومیو پیتھی ادویہ کے محفوظ ہونے کا مطلب ہے کہ اگر ان کی تشخیص درست ہو تو ان کا زیادہ استعمال بھی نقصان دہ نہیں ہوتا جبکہ ایلوپیتھک دوائیں محفوظ ہاتھوں میں بھی ہوں تو ان کے نقصانات ہیں مثلاً اسپرین ایک عام دوا ہے جو سر درد وغیرہ دور کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے لیکن اگر اس کا مسلسل استعمال کیا جائے تو یہ معدے، اندرونی جھلیوں اور گردوں وغیرہ پر منفی اثرات ڈالتی ہے۔ اب ایلوپیتھک معالج کتنے بھی سمجھدار کیوں نہ ہوں لیکن ان کی یہ مجبوری ہے کہ یہ دوائیں ایک مرض کو دور کرتی ہیں تو دوسرا پیدا کر دیتی ہیں۔ ہومیو پیتھی ادویہ کا محفوظ ہونا ہومیو پیتھک معالجین سے تعلق رکھتا ہے اگر ان کی تشخیص درست ہو تو خواہ کتنی مقدار میں ہی دوا کیوں نہ کھلائی جائے وہ نقصان نہیں دے گی۔

ہومیو پیتھک ادویہ کے اثرات معلوم کرنے کے عمل کو طریقہ آزمائش (PROVING) کہا جاتا ہے۔ مختلف دواؤں کے خواص جاننے کا ایک ذریعہ تو ہزاروں سال تک پھیلا ہوا وسیع انسانی تجربہ ہے۔ انسان کو مختلف زہروں سے بارہا واسطہ پڑتا رہا ہے جس سے ان زہروں کے مزاج کا پتہ چلتا ہے۔ سقراط کو جو زہر دیا گیا اس کا نام کونیم (CONIUM) تھا۔ وہ بہت بڑا حکیم تھا اس نے مرتے ہوئے بھی بنی نوع انسان کی خدمت انجام دی۔ جوں جوں زہر کی علامات بڑھتی گئیں وہ اپنے شاگردوں کو بتاتا رہا کہ اس زہر کے کیا کیا اثرات مترتب ہو رہے ہیں۔ اسی طرح کے کئی تاریخی واقعات اور تجارب سے زہروں کے اثرات کا علم ہوا۔ ڈاکٹر ہانیمین نے یہ معلوم کیا کہ جو زہر بہت تھوڑی مقدار میں بار بار دیا جائے تو جسم اس سے مغلوب ہو جاتا ہے مگر کوئی گہرا خطرہ لاحق نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ یہ عمل مسلسل جاری رکھا جائے۔ ڈاکٹر ہانیمین نے مرض کی تشخیص میں سب سے زیادہ اہمیت ذہنی علامتوں کو دی ہے اگر کسی زہر میں وہی ذہنی علامتیں نمایاں ہوں جو جسمانی طور پر مشاہدہ میں آ رہی ہیں تو وہی زہر ہومیو پیتھی دوا کی صورت میں دینے سے فائدہ ہوگا۔

ہومیو پیتھک دوا کی خوراک

اس مسئلہ پر ابھی تک دنیا کے ہومیو پیتھک معالجین متفق نہیں ہو سکے کہ کتنی طاقت میں دوا کو استعمال کرنا چاہئے۔ سب اپنے اپنے تجربہ کے مطابق طاقت معین کرتے ہیں۔ بالعموم یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ تیس (۳۰) کی طاقت میں روزانہ دو تین خوراکوں میں یا اس سے زائد مرتبہ استعمال کروائی جا سکتی ہیں اور اس کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اسے درمیانی طاقت کی خوراک تصور کیا جاتا ہے۔ چونکہ ہومیو پیتھک میں ادویہ بہت ہی خفیف مقدار میں دی جاتی ہیں بلکہ اصل دوا کا سایہ ہی باقی رہ جاتا ہے اس لئے جتنی بھی کھا لی جائے اس کی مقدار کے کم یا زیادہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا بلکہ اتنا معمولی اثر ہوتا ہے کہ ۵۰ گولیاں کھالیں یا چند گولیاں عملاً اس کا کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن جتنی دفعہ دوائی کھائی جائے اس سے فرق پڑتا ہے۔ دوا مونہہ میں ڈالتے ہی ردعمل شروع ہو جاتا ہے اور جتنی دفعہ یہ عمل دہرایا جائے ردعمل ظاہر ہوگا۔ ایک قطرہ دوا پانی میں ملائی جائے یا دس قطرے اس سے فرق نہیں پڑے گا۔ دوا کا اثر مونہہ میں جاتے ہی شروع ہو جاتا ہے معدے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ خون کے ذرے مونہہ سے ہی دوا کے اثر کو قبول کرتے ہیں اور اس کے خلاف ردعمل دکھاتے ہیں۔ گن گن کر دوا کی گولیاں مونہہ میں ڈالنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کچھ ہومیو پیتھک معالجین اصرار کرتے ہیں کہ دوا ہاتھ کے بجائے کاغذ پر ڈال کر کھانی چاہئے ورنہ اس کا اثر ضائع ہو جائے گا حالانکہ عام طور پر ہاتھ مونہہ سے زیادہ صاف ہوتے ہیں اور مونہہ میں کئی قسم کی غلاظتوں اور آلائشوں کی تہیں چڑھی ہوتی ہیں اگر دوا کے اثر کو قبول کر لیتا ہے تو پھر ہاتھ پر ڈال کر کھانے سے کیا فرق پڑ سکتا ہے۔ اگر کاغذ پر ڈالی جائے تو کاغذ پر بھی آلودگیاں ہوتی ہیں۔ بعض کیمیکلز کے اثرات باقی رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح عام نمک کی ہومیو پیتھی پوٹینسی کو نیٹرم میور کہا جاتا ہے۔ مونہہ میں اتنی مقدار میں نمک موجود ہے کہ اس کی دوا کھائی جائے تو ایسا ہی ہے جیسے نمک کی کان میں معمولی سا پانی کا قطرہ ڈال دیا جائے لیکن اس کے باوجود اثر قبول ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس اثر کا نظام مختلف ہے۔ دوا بناتے ہوئے جب اس کے اثر کو ہلکا کیا جاتا ہے تو اس کے

اندر یاد کی کوئی ایسی طاقت باقی رہ جاتی ہے جو خون میں گھل کر اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے اور جسم اس پیغام کو ضرور قبول کرلیتا ہے۔ اس بارے میں حتمی فیصلہ نہیں ہوسکا کہ یہ کیا چیز ہے لیکن خدا تعالیٰ نے یاد کا ایک ایسا نظام بنایا ہے جس چیز سے رابطہ ہو اور جو اثر قبول کرے وہ ہلکا ہونے کے باوجود کبھی نہیں مٹتا خدا تعالیٰ جب چاہے اس یاد کو ابھار سکتا ہے یہ ایک روحانی نظام ہے لیکن اس کا مادے سے ایک تعلق ہے اس لئے مادے سے جسم کو روحانی شفا کا پیغام دیا جاتا ہے۔

دوا کب کھائی جائے؟

دوا کھانے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ کھانے سے معاً پہلے یعنی آدھے گھنٹے تک اور آدھے گھنٹے بعد تک نہ کھائی جائے تو بہتر ہے اگر اس وقفہ سے پہلے بھی کھا لی جائے تو اثر ضرور کرتی ہے مگر کم ہوتا ہے۔ اگر فوری ضرورت پیش آئے تو کوئی حرج نہیں۔ نہار مونہہ یا رات کو جو دوا کھائی جائے وہ زیادہ اثر دکھاتی ہے۔

دوا بنانے کا طریق

ہومیو پیتھی دوا بنانے کے دو طریق ہیں۔ سب سے پہلے دوا کے اصل جزو کو الکحل میں ملا کر کچھ عرصہ کے لئے رکھا جاتا ہے پھر اسے چھان لیا جاتا ہے اس پہلی حالت کو پوٹینسی نہیں کہتے۔ یہ محلول مدر ٹنکچر (Mother Tincture) کہلاتا ہے۔ بہت سی بیماریوں میں دوا کو اسی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً جگر کی بیماری میں Cardus Marianus استعمال ہوتی ہے جس کے ساتھ Q لکھا جاتا ہے جو مدر ٹنکچر کا نشان ہے۔ اگر اسے پانی کے آٹھ دس قطروں میں گھول کر پلائیں تو جگر کی بہت سی بیماریوں میں مفید ثابت ہوتی ہے۔ اس ٹنکچر کے ایک قطرے میں دس قطرے الکحل یا پانی ملا کر اچھی طرح ہلایا جاتا ہے۔ اس پہلے محلول کو 1X کہتے ہیں۔ پھر اس میں سے ایک قطرہ لے کر اس سے دس قطرے الکحل میں ملایا جاتا ہے اس طرح چھ دفعہ کریں تو اصل قطرے کا دس لاکھواں حصہ رہ جائے گا اسے 6X طاقت کہتے ہیں۔ اگر چوبیس دفعہ کریں تو اس کا مطلب ہے ایک بٹا ایک کے ساتھ ۲۴ زیرو لگائیں۔ کوئی ایسی گنتی نہیں کہ اس کو شمار کر سکیں۔ یہ دوا بنانے کا طریقہ ڈیسی مل کہلاتا ہے۔ اگر دوا کے ایک قطرے کو ۱۰۰ قطرے الکحل میں ملایا جائے تو اس تیار ہونے والی دوا کے ساتھ C کا لفظ لکھا جائے گا جس سے مراد ۱۰۰ ہے۔ پھر اس محلول سے دوا کا قطرہ لے کر مزید طاقت بڑھائی جاتی ہے۔

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ دوا کی طاقت بڑھ رہی ہے تو زہر کی طاقت کے حوالہ سے بڑھنا نہیں کہتے بلکہ جسمانی دفاع کے حوالے سے کہتے ہیں۔ اگر ایک ہزار طاقت ہے تو مطلب ہے کہ دوا اتنی کم طاقت میں رہ گئی ہے کہ ناممکن ہے کہ جسم پر اپنا مثبت اثر دکھا سکے۔ جتنا زیادہ یہ ناممکن ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اس کے منفی اثرات ظاہر ہونے کے امکانات بڑھتے چلے جاتے ہیں اس لئے اس کو پوٹینسی کہتے ہیں یعنی جسم کی طاقت۔ اسی طرح جب C لکھتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ سوویں حصہ کی دوا بنائی ہے۔ عام طور پر C لکھنے کا رواج نہیں ہے بلکہ ایک، دو تین .... تیس وغیرہ لکھا جاتا ہے۔ جب C لکھا جائے تو لازم ہے C طریق سے بنائی گئی ہو۔ چونکہ دنیا میں یہ معروف ہوچکا ہے اس لئے C لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر ایک ہزار طاقت ہو تو 1M کہلائے گی۔ 10M لکھا جائے تو دس ہزار طاقت ہوگی۔ اگر ایک لاکھ طاقت بنائی گئی ہو یعنی ایک بٹا ایک کے ساتھ دو لاکھ صفر لگاکر کمزور کردیا گیا ہو تو اسے CM کہتے ہیں۔ "M" ہزار کو کہتے ہیں کیونکہ رومن اصطلاح میں M ایک ہزار کا نمائندہ ہے اور C ایک سو کا نمائندہ ہے۔ جب CM اکٹھا لکھا ہو تو اس کا مطلب ہے ایک لاکھ طاقت۔

دوسرا دوا کا بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر دوا کے ایک قطرے کو ۱۰۰ قطرے الکحل میں ملا کر خوب ہلایا جائے تو یہ 1C بن جائے گی۔ اسی طرح پھر 1C سے ایک قطرہ لے کر ۱۰۰ قطرے الکحل میں ملا کر خوب ہلائیں تو یہ 2C بن جائے گی۔ اسی طرح علیٰ ہذا القیاس آگے دوا کی طاقت بڑھتی چلی جائے گی۔

ہومیو پیتھک اور بائیوکیمک میں فرق

بائیوکیمک کا دوسرا نام 12 TISSUE REMEDIES ہے۔ انسانی جسم کے خون کے نظام میں ایک اور نظام ہے جسے الیکٹرولائٹ کہا جاتا ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو جسم کی برقی قوتوں کو متوازن رکھتا ہے۔ اگر یہ نظام بالکل متناسب رہے تو جسم صحتمند رہتا ہے۔ یہ ۱۲ ٹشو جن نمکیات یا کیمیاوی مادوں سے بنے ہوئے ہیں۔ انکے ذریعہ جو ہومیو پیتھی دوا بنائی جاتی ہے اسے بائیوکیمک کہتے ہیں۔ بائیو (BIO) کا مطلب ہے زندگی اور کیمک "کیمیکل" کا خلاصہ ہے۔ وہ کیمیکل جنہیں زندگی بناتی ہے اور جو زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ ان کا توازن بگڑ جائے تو بہت گہری بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بیماریوں کے آغاز میں یا عام بیماریوں میں بھی الیکٹرولائٹ کے نظام پر ضرور اثر پڑتا ہے اس لئے یہ دوائیں عموماً اس نظام کو درست کرکے پھر جسم کے دفاع کو بحال کرتی ہیں اور اللہ کے فضل سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ ان میں ایک دوا سلیشیا ہے۔ یہ کوئی کیمیکل نہیں ہے بلکہ سلیکون سے بنتی ہے جو زمین کا ایک جزو ہے اور ہر مٹی میں پایا جاتا ہے اور زندگی پیدا کرنے والے مادے کا غالب عنصر ہے۔ انسانی جسم پر سلیشیا کا زیادہ تر اثر اس طرح ہوتا ہے کہ یہ بیرونی حملے کے خلاف ایک مستعد نگران اور محافظ ہے اور ہومیو پیتھک میں بیرونی حملوں کے خلاف استعمال ہونے والی سب سے حساس دوا ہے۔ اگر کوئی بیرونی چیز جسم میں موجود ہو تو سلیشیا ہومیو پیتھک پوٹینسی میں ان جسمانی دفاعی صلاحیتوں کو بیدار کر دیتی ہے جو اس بیرونی وجود کو باہر دھکیل سکیں۔ بیرونی حملے کا کوئی خاص تعین نہیں ہے اگر مختلف بیماریوں کے جراثیم ہوں، گلے میں ہڈی کا ٹکڑا پھنسا ہوا ہو، کانٹا چبھ گیا ہو کوئی گولی جسم میں رہ گئی ہو یا شیشے کا ٹکڑا چلا گیا ہو ان سب پر سلیشیا کا اثر موجود ہے۔ اس لئے ہر ایسی بیماری جس کو بیرونی حملہ تصور کرکے اس کے خلاف علاج کرنا مقصود ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ الا ماشاء اللہ سلیشیا کام کرتی ہے اور اس کی ضرورت پڑتی ہے لیکن اس کے استعمال میں کچھ احتیاطیں لازم ہیں۔

بائیوکیمک دراصل ہومیو پیتھک ہی ہے۔ بعض ہومیو پیتھک معالج کہتے ہیں کہ بائیوکیمک کے اندر رہتے ہوئے وہ ہر بیماری کا علاج کر سکتے ہیں اس لئے یہ ہومیو پیتھک کی الگ شاخ بن گئی ہے۔ ہومیو پیتھک معالج بائیوکیمک دوائیں بھی استعمال کرتے ہیں لیکن بائیوکیمسٹ انہی بارہ دواؤں میں ہی محدود رہتے ہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ صرف انہی دواؤں میں محدود رہ کر ہر بیماری کا مؤثر علاج کیا جاسکے کیونکہ جہاں الیکٹرولائٹ کا نظام نہ بگڑے بلکہ اور بیماریوں کے نتیجہ میں جسم کا دفاعی نظام کمزور ہوگیا ہو وہاں ضروری نہیں کہ بائیوکیمک ہی فائدہ دیں۔ مثال کے طور پر ٹائیفائیڈ ایک ایسی بیماری ہے جس کے زہر بعض باقی اثرات پیچھے چھوڑ دیتے ہیں اور ٹائیفائیڈ سے متاثر عضو دوبارہ کبھی ٹھیک نہیں ہوتا کیونکہ اعصاب مر جاتے ہیں۔ اگر اعصاب ایک دفعہ مر جائیں تو دوبارہ زندہ نہیں ہوسکتے۔ پولیو کا علاج بھی بہت مشکل ہے۔ میرے تجربہ میں یہ بات آئی ہے کہ ٹائیفائیڈ اور پولیو کا صحیح علاج کیا جائے اور اعصاب میں زندگی کی کچھ رمق بھی باقی ہو تو وہاں سے زندگی دفاع شروع کر دیتی ہے اور رفتہ رفتہ بیماری کے اثرات مٹنے لگتے ہیں۔ ایک دفعہ پولیو کا مریض بچہ جس کی ٹانگیں بالکل جڑ گئی تھیں میرے پاس لایا گیا، میں نے کچھ عرصہ اس کا علاج کیا، چھ ماہ کے بعد وہ دوبارہ اسے میرے پاس لائے جو خدا کے فضل سے چل پھر سکتا تھا۔ اب وہ بچہ جرمنی میں ہے اور بہت فرق پڑ چکا ہے، بیماری کے صرف معمولی اثرات باقی ہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ ٹائیفائیڈ کی ایک مریضہ بیساکھی ہاتھ میں لے کر میرے پاس آئی کہنے لگی کہ بچپن میں مجھے ٹائیفائیڈ ہوا تھا اس کے بعد ایک ٹانگ سوکھنی شروع ہوگئی اس نے پائنچہ اٹھاکر دکھایا وہ ٹانگ اتنی رہ گئی تھی کہ انگلیوں میں آ جائے، باقی جسم اور دوسری ٹانگ بالکل ٹھیک تھی لیکن دن بدن کمزوری ہوتی جارہی تھی اور بیساکھی کے بغیر نہیں چل سکتی تھی، اس کو میں نے سلفر ۲۰۰ اور رسٹاکس ۲۰۰ دی۔ یہ وہ دوائیں ہیں جو میں نے کسی کتاب سے نہیں پڑھیں بلکہ صرف ان کا مزاج سمجھا ہے۔ معالج جو دوائیں تجویز کرتے ہیں ان سے آرام نہیں آتا تھا تو مجبوراً اپنی طرف سے دواؤں کا مزاج سمجھ کر کچھ فارمولے بنانے پڑے۔ رسٹاکس جلدی بیماریوں کی دوا ہے لیکن میں نے دیکھا ہے کہ فالج میں بھی غیر معمولی اثر دکھاتی ہے گہرے فالج کے لمبے چلنے والے بداثرات میں بھی مفید ہے۔ سلفر بھی بہت گہری دوا ہے۔ میرے ذہن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کا بہت اثر تھا جس کی وجہ سے مجھے ان دو دواؤں کا خیال آیا۔ آپ نے لکھا ہے کہ روحانی ذرائع سے مجھے بتایا گیا ہے کہ اندرونی جسم کے عضلات پر جو بیماری حملہ کرتی ہے اگر اسے کسی طرح جلد پر پھینک دیا جائے تو اندرونی عضو بچ جاتا ہے۔ میں نے اس اصول کے تحت بہت سے علاج معلوم کئے۔ رسٹاکس جلد کی بیماری پیدا کرنے میں بہت نمایاں ہے اور عضلات پر بھی حملہ کرتی ہے مجھے خیال آیا کہ وہ بیماریاں جن کا جلد پر اثر ہوتا ہے اور وہ اندرونی جھلیوں کو بھی متاثر کرتی ہیں ان میں سلفر، رسٹاکس اور اس سے ملتی جلتی دوائیں مفید ہونی چاہئیں۔ ٹائیفائیڈ جب اپنے منتہا کو پہنچتا ہے تو جسم پر موتیوں کی طرح باریک باریک دھاگے سے ابھر آتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ ٹائیفائیڈ نے دم توڑ دیا ہے اور گند باہر جلد پر نکل آیا ہے اگر جلد پر یہ علامت ظاہر نہ ہو تو ٹائیفائیڈ کسی نہ کسی شکل میں اندر دبا رہتا ہے اس خیال سے مجھے توجہ ہوئی اور میں نے ان دونوں دواؤں کو آزمایا اور اس خاتون سے کہا کہ دوا کھاتی جاؤ اور اس حصہ کی جو چھوٹا رہ گیا ہے پیمائش کرتی جاؤ اگر یہ حصہ بڑھنا شروع ہوگیا تو یقین کر لینا کہ تم خدا کے فضل سے ٹھیک ہونے لگی ہو اس کے بعد وہ واپس اپنے گاؤں چلی گئی۔ چھ ماہ کے بعد آئی۔ بیساکھی ہاتھ میں نہیں تھی چل کر برآمدے میں آئی اور بتایا کہ بالکل ٹھیک ہوگئی ہوں الحمدللہ۔ ٹائیفائیڈ کا علاج بہت احتیاط سے کرنا چاہئے اور اس بیماری کو ہلکا نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ اگر یہ دماغ پر حملہ کردے تو پھر کوئی علاج ہمارے علم میں نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہو کیونکہ کوئی بیماری ایسی نہیں ہے جس کا دفاعی نظام نہ ہو۔ ہر بیماری کے لئے جسم کے اندر دفاعی طاقت کا امکان موجود ہے اس کو کسی طرح ابھار دیا جائے تو وہ اللہ کے فضل سے اس قابل ہو جاتا ہے کہ ہر بیماری سے لڑے لیکن ایک چیز سے نہیں لڑ سکتا اور وہ ہے تقدیر الٰہی اس لئے ہومیو پیتھک معالج اگر یہ دعویٰ کرے کہ میں ہر بیماری پر قابو پاچکا ہوں اور ہر مرض میرے دائرہ اختیار میں ہے تو بالکل جھوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی جو طبعی عمر مقرر کر رکھی ہے وہاں تک پہنچانے میں ہومیو پیتھی بہترین مدد کر سکتی ہے سرکتے سرکتے اور تکلیف اٹھاکر وہاں تک پہنچنے کے بجائے چلتے پھرتے ہنسی خوشی کیوں نہ جائے۔

ہومیو پیتھی طریقہ علاج میں خوراک کے بارے میں کوئی پابندی نہیں ہے کہ کیا کھایا جائے۔ عموماً ہومیو پیتھی دوائیں ہر قسم کی خوراک کھانے کے باوجود مکمل اثر دکھاتی ہیں اور کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوتا لیکن یہ حقیقت ہے کہ مریض کو ایسی غذا کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے جس سے اس کی تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اس کے مزاج سے موافقت نہیں رکھتی۔

ہومیو پیتھک دواؤں کو محفوظ رکھنے کا طریقہ

ہومیو پیتھک دوائیں لمبے عرصہ تک خراب نہیں ہوتیں۔ سو سال سے زائد مدت تک بھی پڑی رہیں پھر بھی اثر دکھاتی ہیں۔ انہیں ٹھنڈی خشک جگہوں پر رکھنا چاہئے۔ شیشیوں کے ڈھکنے اچھی طرح سے بند ہوں۔ عموماً درجہ حرارت بڑھنے سے دوا خراب نہیں ہوتی لیکن دوا ٹنکچر کی صورت میں ہو اور شیشی کے ڈھکنے کو احتیاط سے بند نہ کیا گیا ہو تو درجہ حرارت بڑھنے سے دوا ختم ہو جاتی ہے اگر شیشی بالکل خشک ہو جائے تو تازہ دوا بنانی چاہئے لیکن ایک قطرہ بھی موجود ہو تو اسے دوبارہ محلول ڈال کر بھر سکتے ہیں اس طرح دوا کی پوٹینسی ایک درجہ زیادہ ہو جائے گی یعنی ۳۰ سے ۳۱ یا ۲۰۰ سے ۲۰۱ لیکن عملاً اس کے اثر میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

ہومیو پیتھی دواؤں کے بارے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ انہیں براہ راست دھوپ میں نہ رکھا جائے کیونکہ سورج کی شعاعوں سے ان دواؤں کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ اگر دوا کی خالی شیشیاں دوبارہ استعمال میں لانی ہوں تو انہیں پانی میں ابال کر کپڑے سے خشک کرکے دھوپ میں رکھ دیں تا پہلی دوا کے تمام اثرات مٹ جائیں۔

سب دواؤں کو الگ الگ شیشیوں میں رکھنا چاہئے بوقت ضرورت ملایا جاسکتا ہے لیکن مستقل ملاکر نہیں رکھنی چاہئیں۔ اگرچہ بعض دواؤں کے نسخے بناکر رکھنے سے کوئی منفی اثر ظاہر نہیں ہوتا لیکن وہ دوائیں جو ایک دوسرے کے اثر کو زائل کردیں اور آپس میں ہم مزاج نہ ہوں انہیں الگ الگ رکھنا چاہئے۔ ضرورت کے مطابق تازہ مکسچر بنایا جائے تو بہت بہتر ہے بہ نسبت اس کے مکسچر بناکر رکھا جائے۔

دوا کو تیز خوشبو کے اثرات سے بچا کر رکھنا چاہئے۔ کافور کی خوشبو ہومیو پیتھی ادویہ کے اثر کو زائل کر دیتی ہے۔ اگر فضاء میں کوئی خوشبو رچی ہو تو عموماً دوا پر اثرانداز نہیں ہوتی لیکن [illegible] ضروری ہے کہ فوری طور پر کسی خوشبو کا سپرے نہ کیا جائے۔

ابراٹینم

ABROTANUM
(Southern Wood)

ابراٹینم نقلِ مرض میں چوٹی کی دوا ہے خصوصاً ان امراض میں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوکر ساری زندگی کے لئے انسان کو اہم بنیادی ضروریات اور فوائد سے محروم کر دیتے ہیں مثلاً کن پیڑوں کو کسی علاج کے ذریعہ سے دبا دیا جائے یا ٹھنڈ لگ جائے تو یہ بیماری بعض اوقات اعضائے تناسل میں منتقل ہو جاتی ہے خلیے مر جاتے ہیں اور ساری عمر اولاد سے محرومی رہتی ہے ایسی بیماریوں میں ابراٹینم اصل بیماری کو واپس اپنی جگہ پر لے آتی ہے پلسٹیلا اور کاربوویج بھی اس قسم کی امراض میں مفید ثابت ہوتی ہیں لیکن ان دونوں دواؤں کی اپنی اہم بنیادی اور مزاجی علامات ہیں جنہیں پیش نظر رکھنا چاہئے۔

ابراٹینم میں بیماری ایک عضو سے دوسرے عضو میں اور ایک قسم کا مرض دوسرے مرض میں منتقل ہو جاتا ہے مثلاً جوڑوں کا درد کسی وجہ سے اچانک ٹھیک ہو جائے لیکن دل پر سخت حملہ ہو تو یہ بہت مہنگا سودا ہے۔ اس میں ابراٹینم مریض کو مکمل شفا نہیں دے گی لیکن اسے اصل مرض کی طرف لوٹا دے گی وہاں اس سے فائدہ نہ ہو تو دوسری دوائیں کام آسکتی ہیں۔

ابراٹینم کا مریض عموماً فکرمند رہتا ہے سوچنے کی صلاحیت میں کمی آ جاتی ہے چڑچڑاپن نمایاں ہوتا ہے دماغی محنت سے تھکاوٹ اور کمزوری کا احساس ہوتا ہے سر میں شدید درد جس میں کنپٹیوں پر دباؤ ہوتا ہے اور دماغ کا بایاں حصہ کمزوری محسوس کرتا ہے۔

ابراٹینم کے مریض کا چہرہ جھریوں سے بھر جاتا ہے عمر سے زیادہ بوڑھا دکھائی دیتا ہے۔ آنکھوں کے گرد نیلے حلقے آنکھیں تھکی ہوئی متورم دکھائی دیتی ہیں۔ چہرہ خشک اور زرد ہوتا ہے ناک میں خشکی اور نکسیر بہنے کا رجحان ہوتا ہے۔

مریض کے مونہہ کا ذائقہ بدمزہ ہوتا ہے۔ بھوک بہت لگتی ہے لیکن خوب کھانے کے باوجود بھی کمزوری محسوس ہوتی ہے کھانا ہضم نہیں ہوتا پیٹ میں شدید درد ہوتا ہے جیسے کوئی اندر سے کاٹ رہا ہے رات کو تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ معدہ پانی میں تیرتا ہوا محسوس ہوتا ہے بدہضمی کے ساتھ بڑی مقدار میں قے آتی ہے اور متعفن رطوبت نکلتی ہے۔ پیٹ میں گانٹھوں کا احساس ہوتا ہے، اسہال اور قبض آپس میں ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ قبض ٹھیک ہو تو اسہال ہو جاتے ہیں یا اسہال ٹھیک ہوں تو قبض۔ بواسیر کے مسے جن میں جلن ہوتی ہے۔ بعض اوقات بائی کی دردیں ٹھیک ہو جائیں تو خونی بواسیر شروع ہو جاتی ہے۔

سینہ میں دل کے مقام پر درد ہوتا ہے جوڑوں کی دردیں بھی دل کی تکلیف میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ خشک کھانسی جو عموماً اسہال کے بعد شروع ہوتی ہے، جوڑوں کے درد کے ساتھ بھی کھانسی کی علامت شروع ہو جاتی ہے۔

ابراٹینم میں کندھوں، بازوؤں، کلائیوں اور پاؤں کے ٹخنوں میں خصوصاً شدید درد ہوتا ہے۔ ہاتھوں کی انگلیوں اور پاؤں میں سوئیاں چبھنے اور ٹھنڈک کا احساس، ٹانگوں میں درد اور لنگڑاپن نمایاں ہوتا ہے۔ گردن میں سخت کمزوری کا احساس ہوتا ہے سر کا بوجھ ناقابل برداشت معلوم ہوتا ہے۔

ابراٹینم بچوں کے سوکھاپن کی بھی بہت مؤثر دوا ہے یہ سوکھاپن ٹانگوں سے شروع ہوتا ہے اور وہ سوکھنے لگتی ہیں۔ ابراٹینم کے مریضوں کی جلد ڈھیلی ہوکر لٹکنے لگتی ہے، نیلاہٹ نمایاں ہوتی ہے، چہرے پر ابھار سے بننے لگتے ہیں، بال گرتے ہیں خارش بھی نمایاں علامت ہے۔ ابراٹینم کی بیماریاں سردی اور نمی سے بڑھ جاتی ہیں۔ (باقی)

ولادتیں

(۱)۔ مکرم و محترم غلام احمد اسماعیل صاحب مبلغ سلسلہ ہریانہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۳۱/۷/۹۹ کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور نے از راہ شفقت نومولود کا نام "عثمان احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم سی ایچ ابوبکر صاحب کا پوتا اور مکرم مولوی کے پی اُبین کوٹی صاحب مرحوم کا نواسہ ہے نومولود تحریک وقفِ نو میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ والدین کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ صحیح رنگ میں تربیت کر سکیں۔ اور وہ دین کا خادم اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ آمین (ادارہ)

(۲) اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو مورخہ ۱۵/۶/۹۹ کو ایک بیٹے کے بعد بیٹی سے نوازا ہے جس کا نام "کرن" رکھا گیا ہے۔ احباب سے درخواستِ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو دین و دُنیا کے لئے بابرکت وجود بنائے۔ تمام افرادِ خاندان کی صحت و سلامتی عمر اور کاروبار میں برکت کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(امانتہ بدر /۱۰۰) خاکسار: آفتاب یٰسین کانپور

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے اختتامی اجلاس سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا خلاصہ)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت میں ہی آج کی دنیا کی نجات وابستہ ہے جیسے کل کی دنیا کی نجات بھی وابستہ تھی. جیسے کل کی دنیا کی نجات بھی وابستہ ہوگی۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ کے نور کے ساتھ جو صبح طلوع ہوئی وہ ایک دائمی صبح تھی اور دائمی صبح رہے گی۔ پس جب ہم دنیا کو توحید باری تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور دعوت الی اللہ کے پیغام لے کر قریہ قریہ گھومتے ہیں تو یاد رکھیں ہماری آواز میں برکت پیدا نہیں ہو سکتی جب تک حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کی سیرت کے نمونے ساتھ لے کر نہ چلیں۔ دلوں کی فتح حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت سے وابستہ ہو چکی ہے اس لئے کہ آپؐ میں نور خدا جھلک رہا تھا۔

حضور نے فرمایا کہ آج کے اس خطاب میں حضور اکرمؐ کی سیرت کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالنا مقصود ہے جن کا تعلق توحید باری تعالیٰ سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مقام اور مرتبے کی رفعتوں اور بلندیوں سے ہے اور اس کے باوجود آپؐ کی بشریت سے ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہایت بصیرت افروز انداز میں حضور اکرمؐ کے مقام و مرتبے کی رفعت کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضورؐ کی زندگی کے اس دور سے متعلق جو نبوت سے پہلے کا دور تھا اور دنیا کی نظروں سے مخفی دور تھا قرآن کریم میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "ووجدک ضالاً فہدیٰ" یعنی اے محمدؐ! ہم نے تجھے حق کی تلاش میں گم گشتہ پایا۔ وہ وجود جو اپنی ذات سے بھی کھویا گیا ہم نے تجھے اپنی محبت میں گم گشتہ پایا تو ہم نے تجھے اپنی طرف ہدایت دی۔ حضور نے فرمایا کہ کفار مکہ نے بھی آپؐ کی اس کیفیت کو دیکھا اور یہ گواہی دی کہ "عشق محمد ربہ" محمد اپنے رب کا عاشق ہو گیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے منصب نبوت پر قائم ہونے سے قبل گوشتہ تنہائی میں جاکر خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے کے پہلو کا تذکرہ فرمایا اور بتایا کہ باوجودیکہ آپؐ نے دنیا کو گمراہ دیکھا مگر ایک لمحہ بھی دنیا والوں سے نفرت نہیں کی۔ جب آپ خدا کی محبت میں ایسے کھوئے گئے کہ خدا کے عاشق ہو گئے تب خدا کی محبت کا شعلہ اوپر سے وحی کی صورت میں نازل ہوا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کبھی آپ انبیاء کو نبوت سے پہلے لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے نہیں دیکھیں گے بلکہ وہ پیچھے ہٹتے ہوئے خدا کی ذات میں کھوئے گئے اور خدا کی ذات میں کھوئے جانے کا سفر ہے جو "ووجدک ضالاً فہدیٰ" میں مذکور ہے۔

حضور انور نے مختلف آیات قرآنیہ کے حوالہ سے کفار کے اس اعتراض کا رد پیش فرمایا کہ حضور اکرمؐ "نعوذ باللہ" مجنون تھے۔ قرآن کریم بڑی قطعیت کے ساتھ اور مدلل طور پر اس الزام کو رد فرماتا ہے۔ حضور نے بتایا کہ "انک لعلیٰ خلق عظیم" کے الفاظ میں یہ بتایا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو خلق عظیم پر قائم ہیں اور خلق عظیم جاہلوں اور پاگلوں کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ اور تمام مخالفین آپ کے خلق عظیم کے گواہ تھے اور آپ کے خلق عظیم بھی آپ کی صداقت کا ایک عظیم نشان ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے حضور اکرمؐ کے اخلاق عالیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے اپنے غلاموں کو بھی نہایت تفصیل سے اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی ہے۔ آپؐ کو اخلاق پر عبور حاصل تھا. اخلاق آپؐ کے تابع تھے اور آپؐ اخلاق کے تابع نہیں تھے۔ آپ کے اخلاق میں حسین توازن تھا اور وہ ہر قسم کی افراط و تفریط سے پاک تھے۔ جہاں نرمی کی ضرورت ہوتی تھی آپ نرمی فرماتے اور جہاں سختی کی ضرورت ہوتی وہاں سختی فرماتے تھے۔ آپؐ کے اخلاق عالیہ کی چھاپ آپؐ کے صحابہؓ پر بھی تھی۔ حضور ایدہ اللہ نے احادیث نبویہ کے حوالہ سے اس مضمون کو تفصیل سے کھول کر بیان فرمایا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت الٰہی، غیرت توحید، عجز و انکسار وغیرہ پہلوؤں کو نہایت مؤثر اور دلکش پیرایہ میں بیان فرمایا اور بتایا کہ حضور اکرمؐ کی سیرت طیبہ ہر قسم کے تضادات سے پاک تھی اور آپؐ کی توجہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہتی تھی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت کی بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کا ہمیں علم نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ آپ کی خاموشیوں میں آپ کے حسن کی جو کہانیاں چھپی ہوئی ہیں وہ عظیم تر ہیں ان کہانیوں سے جو بیان ہوئی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ان کا کسی قدر علم حضور اکرمؐ کی ان نصیحتوں سے ہو سکتا ہے جو آپ دوسروں کو فرمایا کرتے تھے۔ یہ نصیحتیں آپ کے دلی جذبات و کیفیات کی آئینہ دار ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ کی سیرت کا سفر تیزی سے گزر جانے والا سفر نہیں ہے۔ ایک بھنورے کی طرح پھولوں پر بیٹھیں اور گہرا اتر کر ان کے رس تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ ایک تتلی کی طرح ان رنگوں کو اپنائیں، خوشبو پیدا کریں۔ یہ ہے سیرت کا سفر جو ہمیں اختیار کرنا ہے اور قدم قدم احتیاط سے حالات کا، گردوپیش کا جائزہ لے کر اپنے ردعمل پر نظر رکھتے ہوئے یہ احتیاط کرنی ہے کہ کسی موقعہ پر ہمارا ردعمل حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ردعمل کے برعکس نہ ہو۔ ہر جگہ ہم کامل طور پر محمد رسولؐ اللہ کی پیروی کر رہے ہوں تب ہمیں وہ حسن بخشا جائے گا جو غالب آنے کے لئے بنایا گیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ دعوت الی اللہ کا سفر اور اتنا بڑا کہ اربوں کی دنیا کو آپ نے حضرت محمدؐ رسول اللہ کی غلامی کی طرف واپس لانا ہے اور نہتے ہو کر خالی ہاتھ چلیں تو کیسے آپ عظیم نتائج حاصل کریں گے۔ حضور نے فرمایا کہ ہر برائی سے دفاع کے لئے حضرت محمد رسول اللہؐ کی سیرت میں وہ ہتھیار موجود ہیں کہ وہ ہتھیار استعمال ہوں تو ہر برائی کا قلع قمع کر سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ پس ہمیں آنحضرتؐ کی سیرت کی پیروی کرنی ہے۔ جب آپ پر درود پڑھیں تو دل سے پڑھیں اور اس کی حقیقت سے آشنا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج تحسین پیش کرنا فراست چاہتا ہے اور وہ فراست چاہتا ہے جو اپنے نفس میں ڈوب کر اپنا عرفان حاصل کرنے کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ پھر جو درود اٹھتا ہے تو ہر ایسے حسن کے حوالے سے اٹھتا ہے جس کو آپ جانتے ہیں اور تجربہ رکھتے ہیں کہ ہاں یہ حسن ہے۔ ایک ایسی کشش کی چیز ہے جو بے ساختہ دل کو کھینچ لیتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت کا سفر تقویٰ سے ہو سکتا ہے۔ اگر کسی کا دل اس کی گہرائی تک سچا ہو. اگر اس کی انا کا خدا ایک ذلیل بت کی طرح ٹوٹ چکا ہو تو پھر وہ نور تقویٰ پیدا ہوتا ہے جو آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کی رہنمائی کرے گا۔ اور جس جس حسن کو آپ انسانی فطرت میں تلاش کریں گے وہیں محمدؐ رسول اللہ کو اس حسن کا گواہ پائیں گے اور سیرت کا ایک یہ بھی سفر ہے اور اس سفر میں آپ ہمیشہ خدا تک پہنچیں گے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت آپ کے قدموں کو روکتی نہیں بلکہ آپ کے قدموں کو تیز رفتاری سے اور آگے اس سمت میں بڑھا دیتی ہے جو خدا کی طرف چلتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے آیت قرآنی "قل انما انا بشر مثلکم" کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ "انا بشر مثلکم" کے الفاظ میں ایک عظیم خوشخبری ہے کہ دیکھ لیں میں بھی تمہاری طرح کا بشر ہوں اور تمہیں بھی ان بلندیوں کے لئے بنایا گیا ہے اور ان رفعتوں کے لئے بنایا گیا ہے جو میں نے حاصل کر لی ہیں۔ پس "بشر مثلکم" کا اعلان اس بات پر منتج ہوتا ہے کہ اگر تمہاری بھی یہی خواہش ہے کہ تم ایسے بنو تو پھر میری پیروی کرو اور خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو لقائے باری تعالیٰ تمہیں نصیب ہو جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ پس سنت کا سفر اختیار کریں تو آپ کی کایا پلٹ جائے گی۔ حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا قرب آپ کو خدا کے بھی قریب کرے گا اور بنی نوع انسان سے بھی قریب کرے گا اور عجز کے ساتھ قریب کرے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جب ہم سیرت محمد مصطفیٰؐ سے مزین ہو جائیں گے تو پھر زمینی لوگوں کو فتح کرنے کا سوال نہیں وہ تو آپ کے عاشق ہو جائیں گے اور اس طرح آپ کی طرف دوڑے چلے آئیں گے کہ آپ اپنے مقام سے حرکت نہ بھی کریں تو تمام دنیا آپ کے گرد اکٹھی ہو جائے گی۔ پس آپ حضرت محمدؐ رسول اللہ کی سیرت سے مزین ہو جائیں۔

حضور نے اس امید کا اظہار فرمایا کہ جماعت ان باتوں کو پلے باندھ لے گی، مضبوطی سے اسے پکڑے گی۔ حضور نے فرمایا کہ اگر آپ ہمیشہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی جانب سفر کریں گے تو وہ کامیابیاں جن کو ہم دور دیکھ رہے ہیں وہ قریب آ جائیں گی۔ پس دعا کرتے ہوئے عجز و انکسار کے ساتھ سیرت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر کامل اعتماد اور توکل رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں پر توکل رکھتے ہوئے حضرت محمدؐ رسول اللہ سے وابستہ ہو جائیں۔

خطاب کے آخر پر الوداعی دعا سے قبل حضور ایدہ اللہ نے دنیا کے مختلف حصوں میں بیٹھے ہوئے ان سب احباب کا اجمالی ذکر فرمایا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ اس جلسہ کی کارروائی میں براہ راست شامل تھے۔ حضور نے ان سب کو محبت بھرا السلام علیکم کا پیغام دیا اور تمام حاضر احباب کو محبت کے مسافر قرار دیتے ہوئے اپنی دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا اور پھر اجتماعی اختتامی دعا کروائی۔ (بشکریہ الفضل لندن)

NEVER BEFORE

THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT

GUARANTED PRODUCT

Soniky

NTR

A TREAT FOR YOUR FEET

HAWAI

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD

34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA - 15

STAR CHAPPALS

☎ 543105

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105 / 661, OPP, BLOCK NO - 7 FAHIMABAD COLONY

KANPUR - 1 - PIN 208001

طالب دعا :— محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.

19 A. JAWAHAR LAL NEHRU ROAD

CALCUTTA - 700081 ☎ 2457153

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES

AMBASSADOR & MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET

CALCUTTA - 700072 ☎ 26-3287

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N.61/57

FAX - 01872 - 20105 ☎ 01872-20757

THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516

DISTT GURDASPUR PUNJAB (INDIA)

VOL - 45 THURSDAY, 12 SEPTEMBER 1996 ISSUE NO -37

خدا کے فضل و کرم کے ساتھ جماعت کا عالمی بجٹ ایک ارب ۶ کروڑ ۹۳ لاکھ روپے ہو چکا ہے

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے اجلاس سے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے خطاب کا خلاصہ)

(قسط نمبر ۲)

مجلس نصرت جہاں کے تحت قائم شدہ سکولوں کی خدمات

حضور نے فرمایا کہ مجلس نصرت جہاں کے تحت قائم شدہ سکولوں نے بھی اللہ کے فضل سے بہت عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں۔ ان میں گیمبیا کے ایک سکول جس کا نام طاہر احمدیہ سیکنڈری سکول ہے کو ملک بھر کے سکولوں میں ایک مقابلے میں اول سکول کا انعام دیا گیا اور سکول کو سات ہزار ڈالر کا انعام بھی ملا کہ وہ اپنے سکول کے مصارف میں استعمال کریں۔

حضور نے اسپتالوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت ۳۱ ہسپتال دس ممالک میں کام کر رہے ہیں جن میں ہمارے ۲۴ ڈاکٹر صاحبان کام کر رہے ہیں۔

خدمت خلق

حضور نے بتایا کہ نادار مریضوں، ضرورتمندوں اور یتیموں کی امداد کا سلسلہ بھی ہر طرف جاری ہے۔ پاکستان میں بھی، افریقہ میں بھی اور ایشیا میں بھی۔ اور تمام ممالک کی جماعتیں اپنی بساط اور توفیق کے مطابق خدمت خلق کے عظیم جہاد میں مصروف ہیں۔

حضور نے بتایا کہ قیدیوں سے رابطوں کا مضمون بھی جاری ہے۔ قیدیوں میں بھی خدا تعالیٰ احمدیت پھیلا رہا ہے۔

پریس اینڈ پبلی کیشنز سیل

حضور نے بتایا کہ یہ شعبہ بھی جو مرکزی انتظام میں چوہدری رشید احمد صاحب کے تابع کام کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی مستعد ہے اور سینکڑوں اخبارات میں جماعت کی طرف سے خبریں شائع ہو رہی ہیں۔ اور امریکہ اور بڑے بڑے ممالک کو عدل کے قیام کی طرف لانے کے لئے ان کوششوں نے غیر معمولی اثر دکھایا ہے۔

تراجم قرآن کریم و دیگر کتب

حضور نے بتایا کہ اس وقت تک ۵۱ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع ہو چکے ہیں اور انہیں بہت مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ بعض حکومتیں اپنے تراجم قرآن میں یہ ذکر کرنے پر مجبور ہو گئی ہیں کہ قرآن کریم کے تراجم کے میدان میں جماعت احمدیہ دنیا کی تمام مسلمان جماعتوں کو پیچھے چھوڑ گئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ پہلی منزل پچاس ترجموں کی تھی اب اگلی منزل ۱۱۰ زبانوں میں تراجم شائع کرنے کی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں میں ہی یہ سو (۱۰۰) کی منزل بھی عبور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تراجم اسلامی اصول کی فلاسفی

حضور نے بتایا کہ اب تک ۲۹ زبانوں میں ترجمہ طبع ہو چکا ہے۔ ۳۴ زبانوں میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے اور پریس میں جانے والا ہے۔ ۹ زبانوں میں یہ کتاب زیر ترجمہ ہے۔

رقیم پریس

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں پریس کا کام اب مظفر احمد صاحب کے سپرد کیا ہے اور انہوں نے تمام عالمی پریس کو محنت سے ایک ہاتھ پر اکٹھا کر دیا ہے۔ یہاں رقیم پریس کے ذریعہ ۶۳ ہزار کی تعداد میں البانین لٹریچر طبع کیا گیا ہے اور مزید شائع ہو رہا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے تین نئی شائع شدہ کتب کا خصوصیت سے تعارف کروایا۔

(۱) Absolute Justice, Kidness & Kinship عدل و احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کے موضوع پر یہ حضور کی ایک تقریر ہے جس پر نظر ثانی کے بعد اس کا انگریزی ترجمہ شائع ہوا ہے۔

(۲) An Elimentry Study of Islam یہ سپین کی یونیورسٹی میں حضور کا ایک لیکچر ہے۔

(۳) A Man of God کا اردو ترجمہ جو مکرم چوہدری محمد علی صاحب نے کیا ہے۔ "ایک مرد خدا" کے عنوان سے طبع ہو چکا ہے۔ حضور نے ترجمہ کے معیار اور خوبصورتی کی تعریف فرمائی۔

(۴) حضور انور کے ایم ٹی اے پر دیئے گئے لیکچرز پر مشتمل کتاب کا حصہ اول شائع ہوا ہے۔ اس کا نام "ہومیو پیتھی علاج بالمثل" ہے۔ ۶۴۴ صفحات کی اس کتاب کی قیمت صرف پانچ پاؤنڈز ہے۔

مالی قربانی کے میدان میں ایک نیا سنگ میل

حضور نے فرمایا کہ آخر پر ایک اور سنگ میل کا ذکر کرتا ہوں۔ ایک بیعتوں کا سنگ میل تھا اور ایک مالی قربانی کا سنگ میل ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ۱۹۸۲ء میں جب اللہ تعالیٰ نے مجھے منصب خلافت پر قائم فرمایا تو اس وقت جماعت احمدیہ عالمگیر کی کل مالی قربانی ۵ کروڑ ۱۵ لاکھ ۹۷ ہزار روپے تھی۔ پھر ہجرت والے سال میں یعنی ۱۹۸۴ء میں جماعت نے ۱۲ کروڑ ۴۳ لاکھ ۵۲ ہزار روپے کی قربانی پیش کی۔ اس پر میں نے ایک دفعہ جماعت کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم ۵۰ کروڑ کی حد کو کراس کر جائیں۔ چنانچہ سال ۹۳ - ۱۹۹۲ء میں جماعت نے پہلی دفعہ پچاس کروڑ کی حد کو کراس کرتے ہوئے ۵۳ کروڑ ۹۴ لاکھ کی قربانی پیش کی اور پھر میں نے امید ظاہر کی کہ جلد ہم اربوں کی حد میں داخل ہو جائیں۔ آج میں جماعت کو یہ خوش خبری دیتا ہوں کہ یہ وہ سال ہے جو ایک سنگ میل لے کر جماعت کے لئے حاضر ہوا ہے۔ اور آج خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ جماعت کا عالمی بجٹ ایک ارب چھ کروڑ ترانوے لاکھ روپے ہو چکا ہے۔

جہاں تک کل عالم میں اول آنے کا تعلق ہے جرمنی نے یہ سعادت برقرار رکھی ہے۔ حضور نے عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جرمنی کو دیکھتے ہوئے انہیں مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا کہ امسال بھی ساری دنیا میں جماعت جرمنی مالی قربانی میں اول آئی ہے۔ اس پر امیر صاحب جرمنی نے کھڑے ہو کر جماعت احمدیہ پاکستان زندہ باد اور جرمنی میں پاکستانی احمدی زندہ باد کے نعرے لگائے۔ حضور ایدہ اللہ نے اسے سراہتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا یہ جذبہ زندہ رہا تو سارے عالم کو آپ زندہ کر لیں گے۔

جرمنی کی مالی قربانی اس وقت ۲۴ کروڑ، ۵ لاکھ، ۷۲ ہزار روپے ہے اور پاکستان کوشش کے باوجود قریب تر آیا ہے مگر اتنا آگے نہیں بڑھ سکا۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ کے فضلوں کے گیت گاتے ہوئے ہم اس مجلس کا اختتام کرتے ہیں۔ بہت ہی پرلطف مجلس تھی جہاں اللہ کے انعامات کا تذکرہ چل رہا تھا مگر یہ تذکرے تو ہمارے ذکر سے آگے آگے پھیلتے چلے جا رہے ہیں۔ ان دائروں کی اب جتنی چاہیں پیروی کریں ان کے کناروں کو آپ چھو نہیں سکیں گے۔ کیونکہ احمدیت پر فضل نازل کرنے والا وہی خدا ہے جس نے قرآن میں یہ وعدہ فرمایا تھا "انا لموسعون" ہم زمین و آسمان کو پیدا کرنے والے ہیں مگر ہم اسے ہمیشہ وسعت دیتے چلے جائیں گے۔ آج سائنس دان گواہ ہے کہ کائنات کی سرحدیں مسلسل پھیلتی چلی جا رہی ہیں۔ احمدیت کی کائنات کا خدا بھی وہی خدا ہے جس نے "انا لموسعون" کا وعدہ کیا تھا اور پورا کر دکھایا حتی کہ دہریوں اور اندھوں کو بھی وہ وعدہ پورا ہوتا دکھائی دینے لگا۔ پس اے احمدیو! اس روحانی کائنات کو اس طرح پھیلاتے چلے جاؤ اور خدا کے فضلوں پر ایسا کامل یقین رکھو کہ ہر آن تمہاری روحانی کائنات دنیا میں پھیلتی چلی جائے۔

قادیان دارالامان میں آفسیٹ پرنٹنگ پریس ـ بقیہ صفحہ اول

تقسیم ملک کے بعد ایک لمبے عرصہ تک اخبار بدر وغیرہ امرتسر سے چھپوایا جاتا رہا۔ پھر ۱۹۷۵ء میں قادیان میں فضل عمر پرنٹنگ پریس کے نام سے ایک بلڈنگ تعمیر کر کے ایک لیتھو مشین نصب کر کے اخبار بدر۔ رسالہ مشکوٰۃ اور بعض دوسرا لٹریچر طبع کروایا جاتا رہا۔ اور آفسیٹ کی طباعت کے لئے جالندھر اور امرتسر کے پریسوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا تھا۔

۱۹۹۱ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان دارالامان تشریف لائے تو آپ نے آفسیٹ پریس کی تنصیب کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی۔ اور محترم سید عبدالحی صاحب ناظر اشاعت کو اس سلسلہ میں جائزہ لے کر رپورٹ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ موصوف نے تمام پہلوؤں سے جائزہ لینے کے بعد حضور انور کی خدمت میں منصوبہ پیش فرمایا۔ جس کی حضور اقدس نے منظوری مرحمت فرمائی۔

چنانچہ احمد آباد سے ہری کرشنا انجینئرنگ ورکس والوں سے آفسیٹ ہینڈ فیڈ مشین منگوائی گئی اور کیمرہ یونٹ پلیٹ میکنگ یونٹ اور کٹنگ مشین اور سٹچنگ مشین وغیرہ منگوائی گئی۔ مکرم ڈاکٹر عبدالباسط خان صاحب صوبائی امیر اڑیسہ جو کمپیوٹر انجینئرنگ میں Ph.D. ہیں، کمپیوٹر سیکشن کا کام موصوف کے سپرد کیا گیا۔ موصوف نے بعض نوجوانوں کی اس کام میں راہنمائی فرمائی۔ اب بفضلہ تعالیٰ کمپیوٹر سیکشن بھی قائم ہو چکا ہے اور عربی۔ انگریزی۔ ہندی۔ اور پنجابی زبانوں میں کمپوزنگ کا کام شروع ہو چکا ہے۔ البتہ معیاری اردو سافٹ ویئر کی فراہمی کی کاروائی چل رہی ہے۔

قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں تعاون کرنے والے جملہ احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس میں کام کرنے والے جملہ کارکنان کی راہنمائی فرمائے۔ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منشاء کے مطابق خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔